

## حسن نیت

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ أَمْرٍ مَا نَوَى. فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يُنِكِّحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. رَوَاهُ إِمامًا الْمُحَدِّثِينَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَبْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ بَرْ دَرْبَةِ الْبَخَارِيِّ وَأَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ بْنُ الْحَجَاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَيْرِيِّ النَّيْسَابُورِيِّ فِي صَحِيحِهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا أَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةُ.

امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن خطابؑ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سننا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی، تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے، اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہوئی تو اس کی ہجرت ابھی کی خاطر ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

اس حدیث کو امام الحمد شیخ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن برذبة بخاری اور امام الحمد شیخ ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے جو حدیث کی تمام تصنیف شدہ کتب میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

① بخاری: ۱، ۵۴، ۶۹۰۳، ۶۶۸۹، ۳۸۹۸، ۲۵۲۹، ۵۰۷۰؛ مسلم: ۱۹۰۷۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں ۲ نبوت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اکرم رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں ۲ نبوت میں مسلمان ہوئے۔ قریش کے قبیلہ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی زبان پر حق جاری ہوتا تھا کہ مرتبہ قرآن ان کی سوچ اور فکر کے مطابق نازل ہوا۔ حق و باطل میں فرق کرنے کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو فاروق کہا جاتا ہے۔ شیطان بھی ان کے راستے سے ہٹ جاتا تھا۔ آپ دوسرے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کوب سے پہلے امیر المؤمنین کہا گیا۔ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا)۔ آپ کے دورِ خلافت میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ یکم محرم بروز ہفتہ ۲۳ ھجری کو جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قاتل ابو لولہ فیروز تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

آپ جو رہنی رہنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفن ہوئے۔ ۰ آپ کی مدتِ خلافت تقریباً ساری ۴۵ سال ہے۔

### شرح الحدیث

اس اہم حدیث کو بعض ائمہ دین نے ایک تہائی علم قرار دیا ہے۔

قبولیتِ اعمال کی شرائط میں سے ایک اخلاقی نیت بھی ہے، یہک اعمال بھی اگر حسن نیت سے نہ کئے جائیں تو وہ رایگان جائیں گے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں شہید، قرآن پڑھنے والے اور جو کوئی کی عدم قبولیت کا ذکر ہے کیا گیا ہے۔ ۰

نیت کی خرابی اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ ہے۔ بھرت بہت عظیم عمل ہے مگر دنیوی منفعت کی خاطر کی جانے والی بھرت کا بھی ثواب نہیں ملتا۔ ایک ہی عمل کا نتیجہ نیت کے فرق کے ساتھ مختلف ہو جاتا ہے، چنانچہ یا کاری کی مثال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا أَمْوَالُهُمْ أُبْتَغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ شَيْءِيْتَ قِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَّلَ جَنَاحَهُ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَإِلَى قَاتَّ أَكْلَهَا ضَعْفَيْنِ ۝ قَاتَ لَمْ

۱) تفصیل کے لیے بیکھریے: ہماری کتاب نیو کم ریڈنگ کے جمروں مبارک کے تیری مرحلہ اور متعلقہ شرعی احکام۔ (مؤلف) ۲) مسلم: ۱۹۰۵۔

مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمُ الْأُخْرَ طَفْشَتُهُ كَمَّلَ صَفْوَانَ عَلَيْهِ تُرْأَبُ فَاصَابَهُ وَإِلَى فَتَرَكَهُ صَلَدَّا طَ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ قَهْنَا كَسْبُوا طَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي النَّقْوَمَ الْكُفَّارِ ۝ ۰

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے بر باد ملت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، تو اس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے جس پر تھوڑی کمی ہو، پھر اس پر ایک زور دار بارش برے، پس اسے ایک خنث چٹان کی صورت چھوڑ جائے۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں پائیں گے جو انہوں نے کمایا اور اللہ ایسے کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زَيَّنَهَا نُوْفَ لِيَهُمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَ هُمْ فِيهَا لَا يُخْسِنُونَ ۝ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا التَّارُ ۝ وَ حَيْطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَ لِطِيلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ۰

”جو کوئی دنیا کی اور اس کی زیست کا ارادہ رکھتا ہو، تم انھیں ان کے اعمال کا بدل اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے اور اس (دنیا) میں ان سے کمی نہ کی جائے گی۔ بھی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور بر باد ہو گیا جو کچھ انہوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر عمل کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ أَبْتَغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ شَيْءِيْتَ قِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَّلَ جَنَاحَهُ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَإِلَى قَاتَّ أَكْلَهَا ضَعْفَيْنِ ۝ قَاتَ لَمْ

۱) البقرة: ۲۶۴۔ ۲) ۱۱/ ۱۵-۱۶۔

## اسلام و ایمان، احسان اور قیامت کے

## بارے میں سوالات

سیٹ: 2

عَنْ عُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَبْتَأِنَّنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدٌ بِيَاضِ الْبَيْابَانِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أُثُرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرُفُهُ مَنَا هُنَّ أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتِيهِ إِلَى رُكْبَبِهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشَهَّدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، وَتَقْبِيلُ الْزَّكُورَةِ، وَتَزْكِيَّةِ الْصَّلَاةِ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحْجُجُ الْبَيْتِ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَيْلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعِجِّلْنَا لَهُ يَسَالَهُ وَيُصَدِّهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِيمَانِ، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكِتَابِهِ، وَرَسُولِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَائِنَكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ بِرَأْكَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةَ رِبَّهَا، وَأَنْ تَرَى الْحَفَّةَ الْعَرَّاءَ الْعَالَةَ رَعَاءَ الشَّاءِ يَتَّكَأُونَ فِي الْبُيْنَانِ، قَالَ: ثُمَّ أَنْطَلَقَ، فَلَقِيَ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لَيْ: يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلٌ أَنَّا كُمْ يُعْلَمُونَ

دینگم. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

عرب بن خطاب رض سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دن ہم رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچا کہ ایک شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے انہائی سفید اور بال انہائی سیاہ تھے، اس پر سفر کے آثار دکھائی دیتے تھے نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا، حتیٰ کہ وہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے آپ کی طرف لگا دیے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے اور کہا: محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ آپ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معیوب نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، رمضان کے روزے رکھیں اور اگر آپ کو استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کریں۔ اس نے کہا: آپ نے حج فرمایا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: ہمیں اس پر توجہ ہوا کہ وہ آپ سے سوال کرتا ہے اور خود ہی آپ کی تقدیر یعنی بھی کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھیں۔ اس نے کہا: آپ نے حج فرمایا۔

پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ آپ اللہ کیوں عبادت کریں گویا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو آپ کو دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: جس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

اس نے کہا: مجھے اس کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ لوہنی اپنی مالکہ کو جنم دے اور تم دیکھو کرنے پاؤں، مجھے جنم، تھک دست بکریوں کے چڑوا ہے عمراتوں کی تعمیر میں حد سے تجاوز کرنے لگے ہیں۔

پھر وہ (سائل) چلا گیا تو میں کافی دیکھ رہا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: عمر! جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ جبریل تھے، جو ہمیں تمہارا دین سمجھانے آئے تھے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

صحابی الحدیث

حضرت عمر بن الخطاب کا تعارف ہمیں حدیث کے تحت ملاحظہ کیجیے۔

شرح الحدیث

یہ حدیث حدیث جبریل کے نام سے معروف ہے۔ یہ حدیث بعض دیگر صحابہ شناختے ہیں  
مردی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں میں تشریف فرا  
تنے کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:  
الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَا أَنْهَاكَهُ وَكُنْتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ،  
وَتُؤْمِنَ بِالْتَّغْيِيرِ۔ قَالَ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ  
وَلَا تُشْرِكْ بِهِ وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْذِنِ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ  
وَتَصُومَ رَمَضَانَ。 قَالَ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَائِنَكَ تَرَاهُ  
فَلَوْلَا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَكَ。 قَالَ مَتَى السَّاعَةِ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ  
عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَسَأَخْبُرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ  
الْأَمْمَةُ رَبِّهَا، وَإِذَا نَطَّا وَلَرُعَاءُ الْبَلْهُمْ فِي الْبُيَانِ، فِي خَمْسِ  
لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ。 لَمْ تَلَا النَّئِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّ  
اللَّهُ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ (العنی: ١٣٤) الْأَيَّهُمْ أَدْبَرَ فَقَالَ: رُدُوهُ فَلَمْ  
يَرُوْ أَشْيَانَا فَقَالَ: هَذَا جِبْرِيلٌ جَاءَ يُعْلَمُ النَّاسَ دِينَهُمْ۔

ایمان یہ ہے کہ تم انساں کے وجود پر اور اس کی اوصافیت پر ایمان لاو اور اس کے

فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے بھاؤتی کے بھاؤتی کے بھاؤتی کے

① بخاری: ۱۵۰ مسلم: ۹۔

27 عقائد و احکام اور اخلاقیات

رسولوں کے برق ہونے پر اور مرنے کے بعد وبارہ اٹھنے پر ایمان لاو۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو۔ اور فرض زکۃ ادا کرو۔ اور رمضان کے روزے کھو۔ پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ درجہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کر وہ تحسین دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (البَيْت) میں تمہیں اس کی نشانیاں میلانیں گے۔ اور وہ یہ ہیں کہ جب لوٹی اپنے آقا کو بنے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ کی عبادت کو قیامت کا علم ہے کہ وہ کب ہو گی (آخریت تک) پھر وہ پوچھنے والا من پس پر کر جانے لگا آپ نے فرمایا کہ اسے واپس بلا کر لاؤ۔ لوگ دوڑ پڑے گردہ کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل ملائیتے ہے جو لوگوں کو ان کا دین سمجھانے آئے تھے۔

اس حدیث کے اساسیات اسلام پر مشتمل ہونے کی وجہ سے علماء نے اسے امام النّبیا  
ام الحدیث کا نام بھی دیا ہے، اسی انداز سے سورۃ الفاتحہ کو امام الکتاب کہا گیا ہے۔ اس حدیث  
میں ارکان اسلام، عقائد اسلام، آداب و اخلاق اور دنیا کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ امام نبوی ﷺ کے  
کے بقول اس میں جسمانی عمل، دلوں میں خلوص اور آفاتِ اعمال سے بچاؤ حتیٰ کہ شریعت کے  
سارے علوم اسی سے شاخ در شاخ نکلے ہیں، واجبات، سنن، مسجیب، منوعات اور کروہات میں  
سے کوئی چیز باہر نہیں رہی۔

صحابہ کرام نے عوام آپ سے سوال نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ ان کی تربیت ہی اس نئی پریکی گئی تھی۔ لیکن چونکہ دین کے عقائد و رکان اور آداب و غیرہ کا سیکھنا بھی ضروری تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے جرم کو (حرماں کن اور راجحی انسان کی شکل میں) بھیجا (جرم میں بعض اوقات درج کلبی جنمیٹ کی شکل میں بھی آتے تھے) تاکہ وہ صاحبہ کو دین سکھائیں۔ وہ ادب و احترام سے بیٹھے گئے اور انہوں نے درج ذیل پانچ سوالات کیے:

- ۱) اسلام کیا ہے؟
- ۲) ایمان کیا ہے؟
- ۳) احسان کیا ہے؟
- ۴) قیامت کب آئے گی؟
- ۵) قیامت کی نشانیاں کون کون ہیں؟

### (۱) اسلام کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے پانچ ارکان اسلام پیان کیے۔<sup>۱</sup> اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے دین کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا۔

اسلام کا بنیادی معنی اطاعت و تسلیم ہے، اپنی مرضی سے دستبردار ہو کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے پر کر دینا اسلام ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَالْهُكْمُ لِلَّهِ وَإِلَّا هُوَ أَعْلَمُ بِالْأُمُورِ وَلَوْ يَشِيرُ إِلَيْهِ الْمُخْتَيَّينَ﴾<sup>۲</sup>

”سو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے فرماں بردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادیجیے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ عَدَنَ اللَّهَ الْأَسْلَمُونَ﴾<sup>۳</sup>

<sup>۱</sup> ان کی تشریع حدیث نمبر ۲ کے تحت ملاحظہ کریں۔

<sup>۲</sup> ۲۲/الحج: ۳۴۔ <sup>۳</sup> ۱/آل عمرن: ۱۹۔

”بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔“

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِنْ حَاجُوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِي طَوْقَلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمَمِّينَ عَاصَلْمَتُمْ طَقَانْ أَسْلَمُوا فَقَلْ اهْتَدُوا وَإِنْ تُؤْلَمُوا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ طَوْلَهُ بَصِيرٌ بِالْعِيَادِ﴾<sup>۱</sup>

”پھر اگر وہ آپ سے جھوٹا کریں تو کہہ دیجیے میں نے اپنا چہرہ اللہ کے تابع کر دیا اور اس نے بھی جس نے میری پیروی کی، اور ان لوگوں سے جھیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھ لوگوں سے کہہ دیجیے کیا تم تابع ہو گئے؟ پس اگر وہ تابع ہو جائیں تو بے شک ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو آپ کے ذمے تو صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔“

### (۲) ایمان کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ایمان کا تذکرہ قرآن کریم کے کئی مقامات پر کیا ہے: مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الرَّسُولَ يُبَشِّرُ بِسَا أُنْزِلَ لِلَّهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ طَمْلُ أَمْنَ بِاللَّهِ وَمَتْنِكَتِهِ وَكُشِّهِ وَرُسُلِهِ مَلَأَنَفْرَقَ بَيْنَ أَهْدِ قِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَيِّعُنَا وَأَطْعَنُنا عَفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْبَصِيرُ﴾<sup>۲</sup>

”رسول اس پر ایمان لا یا جو اس کے رب کی جانب سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور سب مومن بھی، ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لا یا، ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور انہوں نے کہا ہم نے نا اور ہم نے اطاعت کی، آپ کی بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے رب! اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱/آل عمرن: ۲۰۔ ۲/البقرة: ۲۸۵۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ مُؤْمِنُو أَنَّهُ لِلَّهِ وَرَسُولُهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ مِنْ قَبْلِ طَوْمَنْ يَكْفُرُ بِاللَّهِ وَمَلِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرَسُولِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ ۱

”اے لوگو! ایمان لائے ہو! ایمان لا دل پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس نے اس سے پہلے نازل کی اور جو شخص اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت (کے ساتھ) کفر کرے تو یقیناً وہ گمراہ ہوا، بہت دور گمراہ ہونا۔“

جبکہ تقدیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مُلِّئُتْ قُنْ عِنْدِنَا اللَّهُ طَ﴾ ۲

”کہہ دیجیے سب اللہ کی طرف سے ہے۔“

”ایمان کے بارے میں بتائیے“ کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے درج ذیل چھ ارکان ایمان بیان فرمائے:

z) اللہ پر ایمان: اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی توحید، بوبیت، الوہیت اور بے شمار اسماء و صفات کو تعلیم کرنا ایمان باللہ ہے۔ اس کی ذات و صفات میں کسی کوششی کرنا اس ایمان کے منافی ہے۔

ii) ملائکہ پر ایمان: فرشتے جو کرنور سے پیدا کئے گئے ہیں یعنی ایک خیالی مخلوق نہیں۔ ان کا وصف یہ ہے کہ اللہ کے کسی حکم کی تاریخی نہیں کر سکتے، وہ اللہ کے تمام احکام کی بجا آوری کرتے ہیں (ہاروت و ماروت کا رائی میں طوٹ ہونا ثابت نہیں) یہ پروں (Wings) والی مخلوق ہیں۔ ان میں جبریل، میکائیل اور اسرائیل زیادہ مشہور ہیں۔ ملک الموت کا نام غرمائیل کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں تاہم بعض صحابے یہ نام مقول ہے۔ ایک فرشتے کا نام ۴/ النساء: ۱۳۶۔ ۲/ النساء: ۷۸۔

اک (داروغہ جنم) بھی ہے۔ فرشتوں کی تعداد تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہے۔

iii) کتابوں پر ایمان: جملہ الہامی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پہلی کتب اب اصلی حالت میں موجود نہیں۔ ان کتب کو مانے کا دعویٰ کرنے والے بھی ان کی تحریف کو تعلیم کرتے ہیں۔ نیز قرآن مجید کے نزول کے ساتھ وہ کتابیں منسون ہو چکی ہیں، اب قیامت تک عمل کلام الہامی قرآن مجید پر ہو گا۔ یہ کتاب تا قیامت محفوظ رہے گی۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَرَّ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ﴾ ۳

”بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔“

مشہور الہامی کتب میں تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید شامل ہیں۔ ابراہیم و موسیٰ ﷺ کے صحیفوں کا تذکرہ بھی قرآن میں موجود ہے۔

iv) رسولوں پر ایمان: انسانوں کی رہنمائی کے لیے انسانوں میں سے ہی جوانبیاء و رسال مبلغۃ الرحمۃ مبعوث کئے گئے تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام من و عن مخلوق تک پہنچا دیا۔ ان میں سے کچھ چیزیں کے نام قرآن میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔ سب انبیاء و رسول پر ایمان لانا ضروری ہے تاہم پہلی شرائع چونکہ منسون ہو چکی ہیں لہذا سید الانبیاء ﷺ کو آخری بھی مان کر انہی کی اطاعت کی جائے اور انہی کا اسوہ حسنہ اپنایا جائے۔

v) آخرت پر ایمان: یہ دنیا عارضی ہے، مرنے کے بعد تمام انسانوں نے دوبارہ زمده ہونا ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی بھرپور قدرت رکھتا ہے۔

روز قیامت لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق بدلتا دیا جائے گا۔

vi) تقدیر پر ایمان: عزت و ذلت، خوش و نیئی اور نفع و نقصان وغیرہ کا نفاذ اللہ تعالیٰ کے کوئی حکم اور علم سے ہوتا ہے۔

”یہ کہ وہ جان لے کر وہ جہاں بھی ہو گا اللہ اس کے ساتھ ہے۔“

انسان ہم وقت اللہ تعالیٰ کی نظر وہ میں ہے، وہ اس کی تمام کیفیات کو جانتا ہے، انسان کا عمل اسے دکھایا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَئِنْ يَعْمَلْ مُشْكَنَ ذَرَّةً خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَ مَنْ يَعْمَلْ مُثْنَقَلَ ذَرَّةً شَرًّا يَرَهُ ۚ﴾ ۰

”پھر جو کوئی ذرہ ہے ابھر تسلی کرے گا وہ اس کو دیکھے لے گا۔ اور جو کوئی ذرہ برابر ای کرے گا وہ اس کو دیکھے لے گا۔“

مودت ہنزا زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھے گا اسی قدر اس کے اعمال میں اخلاص پیدا ہو گا اور حضور قرب نصیب ہو گا۔

عبادات کے واقعی مطہیر میں تمام احکام الہی آ جاتے ہیں۔ لہذا چند اصطلاحی عبادات کے ساتھ ساتھ تمام احکام میں وہ گفتگی طاری کی جائے جس کا ذکر اس حدیث مبارکہ میں ہوا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ تَكْبَرُ إِلَّا لِالْخَيْرِ أَعْلَى كُلِّ شَيْءٍ ۚ ۰

”یقیناً اشتے ہر چیز پر احسان کو لا از مرقرار ہے۔“

نبی اکرم ﷺ حسن عبادات کی اللہ تعالیٰ سے توفیق انتکھتے تھے:

رَبِّ أَعْنَى عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ۝

”میرے رب! اپنا ذکر و شکر کرنے اور اپنی حسن عبادات میں میری مد فرمائیے۔“

ام امور میں حضرت عائشہؓؑ نبی اکرم ﷺ کی رات کی رکعتات کے بارے میں فرماتی ہیں:

لَا تَنْتَلَ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُولِهِنَّ ۝

”آن کے حسن و طول کے بارے میں تو پوچھو ہیں۔“

• ۱۹۵۵ مسلم: ۸۷۔ ۰ ۹۹/ الزیوال:

• ۱۱۴۷ بخاری: ۱۳۰۴۔ ۰ ابو داؤد: ۱۵۲۲، نسائی:

تقدیر کے خبرہ و شرہ کے بارے میں حافظ صالح الدین یوسف باش کہتے ہیں: اس کے اقتے ہرے ہونے کا مطلب ہے کہ ملا فراحت، خوشحال، پیداوار کی کثرت اور فراوانی یہ خ

ہے اور تجوہ سالی، آلام و مصائب وغیرہ یہ شرہ ہے اور شرہ ہمارے اقبال سے ہے۔ درست اللہ کرتے ہوں ہی کوئی نکتہ اور مصلحت ہوتی ہے۔ یہ صرف دی جاتا ہے۔ ۰

ہر کام میں یہ کوئی نکتہ اور مصلحت ہوتی ہے۔ جس ہستی نے تقدیر مقرر کی ہے اسی نے شریعت کی پابندی کرنے کا حکم دیا ہے لہذا تقدیر کو ترک عمل کا بہانہ نہیں ہانا بہانہ۔

مگر میں تقدیر کا بہانہ کرنا جائز ہیں البتہ مصائب وغیرہ میں تقدیر کا سہارا لیتا جائز ہے۔

### (۳) احسان کیا ہے؟

احسان کا بہادری معنی ہے کسی چیز کو خوبصورت ہانا۔ اعمال کو مدد طریقے دیکھتے سے ادا کرنا احسان کہلاتا ہے۔ اس حدیث میں احسان سے مراد عبادات الہی میں مسن پیدا کرنا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ جب وہ عبادات الہی کر رہا ہو تو یہ تصور کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کمرا اس کی زیبات کر رہا ہے۔ جس شخص کی یہ حالت ہو گی وہ مکمل اہتمام اور عمدگی سے عبادات کرے گا ایک ازکم اسے یہ خیال ضرور رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ جس سے اس کے دل میں خشوع و خضوع اور تعظیم الہی پیدا ہو گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر تکہہاں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

«إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْهِ الْمُكْبَرُ وَرَقِيبُهَا ۝

”بے شک اللہ تم پر پر تکہہاں ہے۔“

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ کے رسول آدمی اپنے آپ کا ترکی کیسے کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ مَعَهُ حَيْثُمَا كَانَ ۝

• شرح رياض الصالحين: ۶۰۔ ۰ ۴/ النساء: ۱، ۰ ۷۲۷۵، الصحيح: ۱۰۰۰۔

• بیہقی: ۷۲۷۵، الصحيح: ۱۰۰۰۔

۱ احسان کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ایمان کے ساتھ ہوا ہے۔

۲ کبھی اس کا تذکرہ اسلام کے ساتھ ہوا ہے۔

۳ اور کبھی اس کا تذکرہ توفیٰ کے ساتھ ہوا ہے۔

۴ احسان کا لفظ اخلاص کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

## (۲) قیامت کب آئے گی

جریل علیہ نے چھ تو سوال قیامت کے بارے میں کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے جواب سے  
معلوم ہوتا ہے کہ اس سوال کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کب آئے گی؟ جس کے جواب میں  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس سے یہ سوال پوچھا جا رہا ہے وہ اس کے بارے میں پوچھنے والے  
سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل مصرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

۵ قیامت کب آئے گی، کس سال کے کس میں میں آئے گی؟ میں کے کس جمع کو آئے  
گی؟ اس کا علم کسی نبی کے پاس بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے قیامت کے قام  
ہونے کے بارے میں یہ اعلان کر دیا:

﴿فَلَمَّا أَتَاهُمْ مَا عَنَّا لَهُمْ ۝ ۶۰﴾

۶ ”کبھی کسی کا علم رکھنے کے پاس ہے۔“

۷ /الملک: ۲۔

۸ /البقرة: ۳۱: ۹۳ /السالۃ: ۱۸: ۹۳ /الکھف: ۳۰: ۲۰۔

۹ /بیکیه ۲ /البقرة: ۵۰: ۱۱۲ /السالۃ: ۵۰: ۱۱۲ /یونس: ۲۶۔

۱۰ /الاعراف: ۱۸۷۔

۱۱ /بیکیه ۲ /القعن: ۳۱: ۳۰ /الکھف: ۱۸: ۹۳ /السالۃ: ۱۸: ۹۳ /الثیر: ۷۹: ۴۷ /سجدة: ۴۱: ۳۴ /المریم: ۹۔

۱۲ /بخاری: ۴۴: ۴۲ /مسند: ۵۰: ۹۔

نبی اکرم ﷺ سے جب قیامت کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ ﷺ عموماً علامات  
قیامت بیان فرمادیتے۔ سائل کی توجہ زیادہ اہم سوال کی طرف مبذول کر دیتے، جیسا کہ ایک  
حدیث میں ہے کہ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔<sup>۱</sup>  
ایک آدمی نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:  
”آپ نے اس کے لیے تیاری کیا کی ہے؟“<sup>۲</sup>

ابتداءً حدیث میں قیامت کی علامات کے بارے میں آپ ﷺ سے علیحدہ سوال کیا گیا  
تو آپ نے اس کا جواب دیا۔

نشانیوں کے لیے امارات یا اشرط کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دجال کا لکھنا، دابة الارض کا  
خروج، یا جو جو دام جو کھلنا، امام مہدی کا ظہور اور عیسیٰ ﷺ کا آسمان سے نزول وغیرہ قیامت  
کے قریبی دور کی علامات ہیں۔ قیامت سے پہلے کی علامات میں سے دو کا تذکرہ اس حدیث  
مبارکہ میں کیا گیا ہے۔

۱: آن تَلَدَّ الْأَمَّةَ رَبَّتَهَا کا مطلب ہے کہ فتوحات کثرت سے ہوں گی۔ بہت سے کفار  
لوٹی و غلام بنا لیے جائیں گے۔ بعض لوٹیوں سے ان کے آقاوں کی اولاد بھی جنم لے  
گی، بھی اولاد اپنے باپ کی جگہ پر مستقبل میں برسر اقتدار آجائے گی۔ یعنی کنیززادے  
حکمران بن جائیں گے۔ (ہندوستان میں خاندان غلامیں کی حکومت اس کی ایک مثال ہو  
سکتی ہے)۔ آن تَلَدَّ الْأَمَّةَ رَبَّتَهَا کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اولاد اپنے والدین  
کی تافرمان ہو جائے گی حتیٰ کہ اولاد ان سے لوٹی غلاموں جیسا سلوک کرے گی۔ بھی  
موقف قابل ترجیح ہے۔

۲: وَأَن تَرَى الْحُفَّةَ الْعُرَاءَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَكَوَّلُونَ فِي الْبُنْيَانِ کا  
مطلوب ہے کہ بکریاں چرانے والے مفلس و فلاش لوگ، جن کے پاس پہنچنے کے لیے بھی

۱ بخاری: ۳۶۸۸، مسلم: ۲۶۳۹۔

۲ بخاری: ۵۹، مسلم: ۲۶۳۹۔

پچھنیں ہوگا، اوپری اونچی عمارتیں بنائیں گے اور ان پر فخر کریں گے۔ اس حدیث سے

سب سے پہلے عرب مراد ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں زمانے کو برا کہنے کے بجائے لوگوں کے حالات میں تغیر کو بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ شریعت اسلامیہ میں زمانے کو برا کہنے سے منع گیا گیا ہے، کیونکہ گردش لیل و نہار تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

یہ جریل تھے: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر بن حفظیہ سے پوچھا: آپ جانتے ہیں کہ یہ سائل کون تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن حفظیہ نہیں جانتے تھے کہ وہ سائل کون تھا۔ دوم یہ کہ اللہ و رسولہ اعلم کہنے میں ادب بھی پایا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جریل تھے جو تمہارے دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔ یہاں اللہ کے دین کی نسبت صحابہ کرام ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین نبی کریم ﷺ کے زمانے کے مومنین کے طریق سے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

### افکار الحدیث و فوائد الحدیث

- ① انسان کو اپنے کپڑے صاف رکھنے چاہیں نیز اسے چاہیے کہ وہ بیت اور حلیہ درست رکھے۔ (لباس کا صاف تصریح ہو نا ضروری ہے خواہ ستاہی کیوں نہ ہو۔)
- ② علم سیکھنے کے لیے ادب و احترام انتیار کرنا چاہیے۔
- ③ سوالات کے ذریعے سے بھی تعلیم دری جاسکتی ہے۔
- ④ سوال کا جواب جانتے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ لوگوں کو جواب سے آگاہ کرنے کے لیے سوال اٹھائے۔
- ⑤ سوالات کرتے وقت جرأۃ و جماعت کا ظاہرہ کرنا چاہیے۔
- ⑥ جواب دینے والے کو عاجزی و اکساری سے کام لینا چاہیے۔
- ⑦ سائل کی لغوش سے صرف نظر کرنا چاہیے۔

- 37
- عقائد و احکام اور اخلاقیات
- ⑧ سائل کو چاہیے کہ اصول الدین کے بارے میں سوال کرے۔
  - ⑨ تمام ارکانِ اسلام کا اقرار اور تمام ایمانیات پر ایمان لانا ضروری ہے۔
  - ⑩ علمی سوالات و جوابات کی نشت قائم کرنا مستحسن ہے۔
  - ⑪ جریل ﷺ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اپنی بیت تبدیل کر سکتے ہیں۔
  - ⑫ صحابہ کرام ﷺ کو دین سکھانے کے لیے جریل ﷺ نازل ہوتے تھے۔
  - ⑬ عبادات میں حسن و اخلاص کا ہونا ضروری ہے۔
  - ⑭ قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
  - ⑮ جس سوال کا جواب معلوم نہ ہواں کے بارے میں لا علمی کا اظہار کر دینا چاہیے۔
  - ⑯ نبی اکرم ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتا دی ہیں۔
  - ⑰ دین سیکھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے زمانے کے مومنین کا مตھ انتیار کرنا ضروری ہے۔

### سچے ایجج

## ارکان اسلام

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بُنْيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةِ شَهَادَةٍ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكُورَةِ، وَحَجَّ الْبَيْتِ، وَصَرْمِ رَمَضَانَ。 رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ<sup>①</sup>

ابو عبد الرحمن عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر کھلی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سرا کوئی معبد نہیں اور نہیں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

عبدالله بن عمر

آپ حضرت عمر بن الخطاب کے باکمال صاحبزادے اور طبل القدر صحابی ہیں۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے نعم الرَّجُلُ (بہت اچھا آدمی) قرار دیا تھا۔ آپ کی ولادت ۳۱ نبوی میں ہوئی۔ مشہور صحابی عثمان بن مظعون بن الخطاب کی بہن نسب بنت مظعون آپ کی والدہ ہیں جن کی ایک صاحبزادی حضرت خصہ بنت کوام المؤمنین بنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بن الخطاب سادہ زندگی بسر کی۔

ابن عمر بن الخطاب ایجاد سنت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے۔ حق تحقیق کو صحیح قرار دینا، چیزیں آنے پر

المحمد للہ کہہ کر جنی پر سلام پڑھنے والے شخص پر کھم کرنا، جبراں کو کونہ چونے کے لیے رش کا بہانہ کرنے

<sup>①</sup> بخاری: ۱۶؛ مسلم: ۲۹۴۹.

والے کی سرزنش کرنا وغیرہ اس کی بعض مثالیں ہیں۔<sup>①</sup>

مرد اصحاب میں سے ابو ہریرہ رض کے بعد سب سے زیادہ احادیث آپ سے ہی مردی ہیں۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۱۲۳۰ ہے۔

غذوات میں شرکت کے سوا آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بر کیا۔ تبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد تقریباً ساٹھ برس پیدی حیات رہے۔ ۷۲۷ یا ۷۲۸ میں تقریباً ۸ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور وہیں پر ڈنگاک ہوئے۔

### شرح الحدیث

اس حدیث میں اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دے کر اس کے پانچ بنیادی ستونوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ پانچ اساسی ستون درج ذیل ہیں:

(۱) شہادت: مسلمان بنخے کے لیے عقائد اسلام کا دل سے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح زبان سے ان کا اقرار بھی ضروری ہے۔ زبان سے اقرار کیے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگر چہ دل سے اللہ اور اس کے رسول کو سچا ہی کیوں نہ مانتا ہو، بعض کفار ایسے بھی ہوئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو سچا مانتے کے باوجود ملامت وغیرہ کے ذریعے کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔ تاہم بعض اوقات لوگوں کے سامنے ایمان و اسلام کا انہما رکن کرنے کی شریعت اجازت دیتی ہے۔

ارکان اسلام میں سے سرفہرست توحید و رسالت کا اقرار ہے۔ توحید یہے اللہ تعالیٰ کو اس کی ربویت و الوبیت اور صفات میں وحدہ لا شریک لے تسلیم کیا جائے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک و سہمیں اور ہمسر نہیں۔

اس بات کی شہادت دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے رسول ہیں۔ آپ پر سلسہ نبوت و رسالت ختم ہو گیا ہے۔ لہذا تاقیامت آپ ہی تمام انسانیت کے لیے واحد پیغمبر ہیں۔ آپ کی بیشتر کے بعد تمام شرائع منسوخ ہو گئی ہیں۔ اب دنیا کے تمام انسانوں کی ذمہ داری

<sup>①</sup> بخاری: ۱۶۰۶، ۱۶۱۱، مسلم: ۱۲۶۸؛ ترمذی: ۲۷۳۸، ۸۲۴؛ نساني: ۲۹۴۹

ہے کہ وہ آپ کی نبوت درسالت کو تسلیم کریں۔ آپ کی ابتداء کریں اور آپ کے اسوہ حسنے کے مطابق زندگی بسر کریں۔ ان کی کامرانی کا راز اسی میں مضمون ہے۔

۲) نماز: مسلمان ہونے کے بعد انسان پر سب سے پہلی ذمہ داری جو عائد ہوتی ہے وہ نماز کی پابندی ہے۔ سابقہ شرائع میں سے کوئی بھی شریعت ایسی نہیں جس میں نماز کا حکم نہ رکھا گیا ہو۔<sup>۱</sup>

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**لَوْمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضْعِفَ إِيمَانَكُمْ طَهْرٌ** <sup>۲</sup>

”اللہ کو شایان نہیں کہ تمہارے ایمان (نماز) کو ضائع کرے۔“

نماز دین کا مستون ہے۔<sup>۳</sup>

نبی اکرم ﷺ نے اپنی آخری نصیحت میں نماز کی حفاظت کرنے کی تلقین بھی فرمائی۔<sup>۴</sup>

بچپن سال کا ہوجائے تو والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے نماز کی تلقین کریں۔ اگر وہ دس سال کا ہو کر بھی نماز نہ پڑھے تو اسے سزا دی جائے۔<sup>۵</sup>

حضرت میر فتح الرحمن ماتے یہں: جو نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام بے کوئی تعلق نہیں۔<sup>۶</sup>

نماز نہ پڑھنے والے جہنم رسید ہوں گے۔<sup>۷</sup>

ارشاد بوندی ہے:

**بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ** <sup>۸</sup>

”کفر اور ایمان کے درمیان حد فاصل نماز ہے۔“

<sup>۱</sup> وکیپیڈیا / ابراہیم: ۱۹۴۰ / مریم: ۳۱ / طہ: ۲۰۰۵ / طہ: ۳۲.

<sup>۲</sup> البقرۃ: ۱۴۳.

<sup>۳</sup> ابن ماجہ: ۲۶۱۶، ابن ماجہ: ۳۹۷۳.

<sup>۴</sup> ابن ماجہ: ۲۶۹۸.

<sup>۵</sup> ابرداؤد: ۴۹۴ / ۴۹۵.

<sup>۶</sup> مؤطا امام مالک، الوضوء والطهارة، العمل نین من غلبه الدم من جرح اور عاف.

<sup>۷</sup> المدثر: ۴۳-۴۲، مریم: ۵۹.

<sup>۸</sup> ترمذی: ۲۶۱۸.

ایک حدیث میں ہے:

**فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ.** <sup>۱</sup>

”جنماز کو چھوڑ دے اس نے یقیناً کفر کیا۔“

نماز کی اس اہمیت کی بنا پر عرب علماء تارک نماز پر کافر ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ شیخ محمد بن صالح عثیمین <sup>۲</sup> لکھتے ہیں کہ تارک نماز کی مسلمان عورت سے شادی جائز نہیں۔ اس کا ذیجہ بھی حلال نہیں، وہ اپنے قرابت داروں میں سے کسی کا بھی وارث نہیں ہو گا اور نہ اس کے رشتے دار اس کے وارث ہوں گے، وہ مر جائے تو اس کی نماز جنماز نہیں پڑھی جائے گی، نہ اس کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے گی، وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ ہمارا دینی بھائی شمار ہو گا۔<sup>۳</sup>

۳) زکوٰۃ: زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کے لیے ”صدقة“ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔<sup>۴</sup>

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال بڑھتا ہے اور اس میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔<sup>۵</sup>

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی مسلم اخوت کی ایک لازمی شرط ہے۔<sup>۶</sup>

☆ جنت میں داخل ہونے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔<sup>۷</sup>

اس کے برعکس جو اس کی فرضیت کا انکار کرے، وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے خلیفہ راشد ابو بکر صدیق <sup>۸</sup> نے ناسیعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد و قتال کا علم بلند کیا۔<sup>۹</sup>

جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے روز قیامت سونے چاندی کو آگ میں تپا کر ان کی پیشانیوں،

<sup>۱</sup> ترمذی: ۲۶۲۱، ابن ماجہ: ۱۰۷۹.

<sup>۲</sup> حکم تارک الصلاة از علامہ شیخ محمد بن صالح عثیمین.

<sup>۳</sup> ۷/الاعراف: ۱۶۵. <sup>۴</sup> ۲۹/الروم: ۳۹، ۱۴/ابراهیم: ۷.

<sup>۵</sup> ۹/التوبۃ: ۱۱. <sup>۶</sup> ۲۳/المؤمنون: ۴.

<sup>۷</sup> بخاری: ۷۲۸۴، ۷۲۸۵، مسلم: ۲۰.

پہلوؤں اور پتوں کو داغا جائے گا۔<sup>۱</sup>

جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا مال روز قیامت گنجانہ بن کر اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کے جزوں کو کڈکر کہے گا: میں ہوں تیرمال، میں ہوں تیراخڑا۔<sup>۲</sup>

سونا / چاندی (یانقدی) کی مقدار نصاب کو پہنچ جائے یا اس سے زیادہ ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ سونے کا نصاب ۸۵ جب کہ چاندی کا ۹۵ گرام ہے (یعنی سماں سے سات توں سونا یا سماں ہے باون تو لہ چاندی) سونے چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔<sup>۳</sup>

سامان تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔

صنعتی اور زرعی آلات اور مشینی پر زکوٰۃ نہیں البتہ ان کی آمدی اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔

جن حیوانات کی زکوٰۃ دی جاتی ہے وہ یہ ہیں: اونٹ، گائے / بھینس اور بھیڑ بکریاں۔ اونٹوں کا نصاب پانچ گائے / بھینس کا تیس جب کہ بھیڑ بکریوں کا چالیس ہے۔

یہ حیوانات کھیتی باڑی یا بار برداری کے لیے نہ ہوں تو تب ان میں زکوٰۃ لا گو ہوگی۔

حیوانات کو اگر تجارت کی غرض سے خریدا گیا ہو تو ان کی زکوٰۃ سامان تجارت کی زکوٰۃ کی طرح نکالی جائے۔

زرگی پیداوار سے بھی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔<sup>۴</sup>

اس پر سال گزرنا بھی ضروری نہیں، جو نہیں پیداوار اے فوراً زکوٰۃ ادا کر دیں۔<sup>۵</sup>

کیا جائے۔ جیسے آلات (ٹیوب ویل، کنوں، مشین وغیرہ) کے ذریعے یا محنت و مشقت کر کے

<sup>۱</sup> التوبۃ: ۳۴-۳۵۔ <sup>۲</sup> سخاری: ۱۴۰۳۔ <sup>۳</sup> ابو داؤد: ۱۵۶۳، نسائی: ۲۴۷۹۔ <sup>۴</sup> البقرۃ: ۲۷۷۔

<sup>۵</sup> ابن ماجہ: ۱۸۱۱، ابن حماد: ۲۹۰۳۔

سیراب کیا گیا ہو اس پر نصف عشر (دو سو ان حصہ) ہے۔

پانچ دن (تقریباً ۱۶ میں ۳۲۲ کلو) سے کم پیداوار پر زکوٰۃ نہیں۔<sup>۱</sup>

ہزار استعمال ہونے والے چلوں اور سبزیوں کی اگر تجارت نہ کی جا رہی ہو تو ان پر زکوٰۃ

نہیں۔ زکوٰۃ کے مصارف یہ ہیں:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالسَّكِينِ وَالْعِيلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤْلَفَةُ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّتْقَابِ وَالغَرِيمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَبْنِ السَّيِئَاتِ طَهِيرَةٌ قِنَ اللَّهُ طَوَّلَ اللَّهُ عَلِيهِمْ حَكِيمٌ﴾<sup>۲</sup>

”صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان پر مقرر عاملوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الافت ڈالنی مقصود ہے اور گرد نیں چھڑانے میں اور تاداں بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر میں (خرج کرنے کے لیے ہیں)۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جانے والا، کمال حکمت والا ہے۔“

جن کی کفالت کی ذمہ داری انسان پر ہو وہ اُن پر اپنی زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کر سکتا۔

(۳) حج: ہر عاقل، بالغ، آزاد اور صاحبِ استطاعت مرد و عورت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔

عورت پر حج فرض ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ غیر مقامی عورت کے سفر حج میں اس کا خاوند یا کوئی محروم اس کا ہمسفر ہو سکتا ہو، بصورت دیگر اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (جملی طور پر کسی مرد کو اپنا محروم مقرر کرنا درست نہیں۔)

اگر کوئی شخص جسمانی معدودی کی وجہ سے کسی سے اپنا حج کروانا چاہتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے شخص نے پہلے اپنی طرف سے حج ادا کر لیا ہو۔<sup>۳</sup>

<sup>۱</sup> بخاری: ۱۴۰۵، مسلم: ۹۷۹۔ <sup>۲</sup> التوبۃ: ۶۰۔

<sup>۳</sup> ابو داؤد: ۱۸۱۱، ابن ماجہ: ۲۹۰۳۔

۵) صوم رمضان: رمضان قمری سال کا نوال مہینہ ہے۔ اسی مہینے میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار بیانوں سے افضل ہے۔ اسی رات قرآن نازل کیا گیا، رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کوں دیے جاتے ہیں جب کہ جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، نیز سرکش شیطان کو جلدی بجا تا ہے۔ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے۔

ہر عاقل، بالغ، صحت مند، مقیم مردوں عورت پر رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔

قرآن مجید میں روزوں کی فرضیت بیان کی گئی ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اس مہینے کے روزے رکھیں۔<sup>۱</sup>

جو مومن اجر و ثواب کی خاطر رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔<sup>۲</sup>

روزے کا اجر اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔<sup>۳</sup>

روزے کے برابر کوئی عمل نہیں۔<sup>۴</sup>

روزہ ڈھال ہے۔<sup>۵</sup>

روزہ دار کی دعا رنگیں ہوتی۔<sup>۶</sup>

### انکار الحدیث و فقہ الحدیث

۱) اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اسلام کے ارکان لازم و ملزم ہیں۔ کسی ایک کے انکار سے اسلام کی ساری عمارت ہی منہدم ہو جاتی ہے۔

۲) اسلام مختلف اقوال و اعمال کا مجموعہ ہے۔

۳) اسلام کو آسان انداز میں پیش کرنا چاہیے۔

۴) انسان کو اس کی طاقت و حیثیت کے مطابق ہی شرعی احکام کا مکفف قرار دیا جاتا ہے۔

۵) مسلم: ۱۱۵۱۔ ۶) مسلم: ۷۶۰۔ ۷) بخاری: ۳۸، مسلم: ۱۸۵، ۸) البقرۃ: ۱۸۳۔

۹) نسائی: ۲۲۰۔ ۱۰) بخاری: ۱۹۰۴، مسلم: ۱۱۵۱۔

۱۱) صحیح الجامع الصغیر: ۳۰۳۲، ۱۲) مسلم: ۳۰۳۳، ۱۳) ابن ماجہ: ۱۷۵۳۔

حج کرنے والا گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے کہ گویاں نے آج ہی جنم لیا ہے۔<sup>۱</sup>

حج و عمرہ سے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔<sup>۲</sup>

حج بمرور کا بدلہ جنت ہی ہے۔<sup>۳</sup>

حج بمرور ہے جس میں نافرمانی نہ کی گئی ہو، جس کا حج مقبول ہو جائے وہ حج کے بغیر زیادہ نیک اعمال کرنے لگ جائے اور اپنے آپ کو گناہوں کی دلدل میں نہ پھنسائے۔

نیت کرنا، احرام باندھنا، تلبیہ پکارنا، بیت اللہ کا طواف کرنا (طواف قدوم، طواف دوام وغیرہ)، صفا و مردہ کی سعی کرنا، قربانی کرنا، بال منڈوانا یا کٹوانا، منی میں ری، مجرمات، وقوف عرفات اور مشراک حرام (مزدلفہ) میں قیام حج کے ارکان ہیں۔<sup>۴</sup>

مرد تلبیہ بلند آواز سے پکاریں: تلبیہ یہ ہے:

لَيَّبِكَ اللَّهُمَّ لَيَّبِكَ، لَيَّبِكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيَّبِكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔<sup>۵</sup>

”حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں، آپ کا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں تمام حمد آپ ہی کے لیے ہے، اور تمام نعمتیں آپ ہی کی طرف سے ہیں، ملک آپ ہی کا ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔“<sup>۶</sup>

احرام باندھنے کے بعد جسم کے بال کا من، ناخن تراشنا، خوبصورتی کرنا، ازدواجی تعلقات قائم کرنا، دستانے پہننا اور غفار کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ مرد کے لیے سلاہوا کپڑا پہننا اور سر ڈھانپنا حرام ہو جاتا ہے۔

عورتوں کے لیے حالت احرام میں نقاب پہنانہ ناجائز ہے۔<sup>۷</sup>

تازہ محابیات شائعہ نقاب کے بغیر چادر سے اپنے چہرہ ڈھانپنی تھیں۔<sup>۸</sup>

۱) بخاری: ۱۵۲۱، مسلم: ۱۳۵۰۔ ۲) مسلم: ۱۲۱، مسلم: ۱۳۴۹۔ ۳) بخاری: ۱۷۷۳، مسلم: ۱۳۴۹۔ ۴) بخاری: ۱۱۸۵، مسلم: ۱۱۸۴۔

۵) بخاری: ۱۵۴۹، مسلم: ۱۵۴۹۔ ۶) بخاری: ۱۸۳۸، مسلم: ۱۸۳۸۔ ۷) ابو داؤد: ۱۸۳۲، ابن ماجہ: ۲۹۳۵۔ ۸) ارواء الغلیل: ۲۱۲/۴۔

توی، فعلی اور مالی تمام اقسام کی عبادات کے ذریعے سے انسان کو آزمایا جاتا ہے۔  
نبی اکرم ﷺ پر احوال اور پر تفصیل کا بیخ انداز اختیار کرتے تھے۔ آپ نے بنی  
الاسلام علی خمس فرما کر پھر ان کی تفصیل بیان فرمائی۔ ثالث منْ كُنَّ فِيهِ  
أَرْعَامَ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، إِجْتَنِبُوا السَّبَعَ الْمُؤْبِدَاتِ جیسی  
بہت کی احادیث میں بھی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

ہر احادیث میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

⑦ شہادتیں تمام امور اور اعمال پر مقدم ہیں۔ اگر انسان کا عقیدہ تھے نہ ہو تو اس کے دیگر اعمال بھی قبول نہیں ہوتے۔

بھی قبول نہیں ہوتے۔

⑨ بعض احادیث میں روزہ حج پر مقدم ہے اور بعض میں حج روزہ پر مقدم ہے۔ جس سے روایت بالحقیقت کا خواز معلوم ہوتا ہے۔

روایت بالعین کا خوازم معلوم ہوتا ہے۔

⑨ اگر نماز کا وقت تک ہو جائے اور اسی وقت کی محتق کوز کوہہ دینا پڑے تو پہلے نماز ادا کی جائے کیونکہ نماز کوز کوہہ پر قدم کیا گیا۔

جائے کیونکہ نماز کو زکوٰۃ پر مقدم کیا گیا ہے۔

ماه رمضان کو رمضان بھی کہا جاتا ہے

تے الام نال گئی۔

فَاعْلُمُوا لَا هُمْ فَالاَهُمْ كَمْ مُطَابِقُ آنَّ

ارکان اسلام فرض عین ہیں۔

جہاد (فضل ترین اعمالِ میم) = ۷

بذریں اعمال میں سے ہے مگر) پاچ نبیاری ارکانِ اسلام میں داخل نہیں۔

سچ

ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا، آپ سچے ہیں اور آپ کو سچا تسلیم کیا گیا ہے، بے شک تم میں سے ہر شخص کا مادہ تخلیق مال کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اتنی مدت میں محمد بن خون بن جاتا ہے، پھر اتنی ہی مدت میں گوشت کے لوقھرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے، اسے چار باتیں یعنی اس کا رزق، اس کی موت، اس کا عمل اور وہ بد جنت ہو گایا تین بخت، لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبد نہیں، تم میں سے ایک شخص جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان

<sup>١</sup> بخاری: ٣٢٠٨؛ مسلم: ٢٦٤٣.

صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے تو وہ جہنمیوں والے کام کرنے لگ جاتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص اہل جہنم کے سے عمل کرنا ہے بیباں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر نو شر غالب آ جاتا ہے اور وہ جنتیوں والے اعمال کر کے اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے۔ اے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود

عبداللہ بن مسعود نبی ﷺ کا صحابہ بدر میں سے ہیں۔ آپ نے احمد اور دیگر غزوات میں بھی شرکت کی۔ مسلمان ہونے والوں میں سے آپ کا جھانگیر ہے۔ صحابہ میں سے آپ پہلے شخص ہیں جنہیوں نے بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کی۔ آپ نے جشن اور مدینہ دونوں بھر تی کی، آپ نے قبلتین (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف منہ کرنے کا نماز پڑھی ہے۔

آپ ابن ام عبد کے نام سے بھی پچانے جاتے تھے۔ ام عبد بنت عبد وڈ آپ کی والدہ ہیں۔ آپ ﷺ کی کنیت ابو عبد الرحمن خود نبی ﷺ نے رکھی تھے حالانکہ اس وقت آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

آپ فقہاء اور قراء صحابہ میں سے ہیں۔ ستر سے زیادہ سورتیں انہیوں نے خود نبی ﷺ سے پڑھیں۔ نبی ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا: قرآن چار آدمیوں سے پڑھو: عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولی ابی حذیفہ۔

آپ ﷺ سے ۸۲۸ حدیث مروی ہیں؛ ۶۳۲ متفق علیہ، ۲۱ صرف بخاری اور ۳۵ صرف مسلم میں، جب کہ مسند قبی بن مقلد میں آپ سے مروی ۸۳۰ بکر راجح حدیث ہیں۔

حضرت عمر ﷺ نے اپنے دور خلافت میں انہیں کوفہ میں داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا۔ حضرت عثمان بن علی نے ان کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے انہیں مدینہ منورہ واپس بنا لایا۔ آپ ﷺ نے حاکم ۳۱۳/۳، ۳۷۵۸، حاکم ۲۲۵/۳ بخاری: ۲۰-۲۱، المؤمنون: ۱۳-۱۴۔

۳۴ میں مدینہ طیبہ میں ہی وفات پائی اور بقیع میں پر دخاک ہوئے۔

**شرح الحدیث**  
انسان کی تخلیق اور اس کی نشوونما اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے، چنانچہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِي الْأَرْضِ أَيُّثْ لِلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنْفُسِكُمْ ۝ أَفَلَا تُبَصِّرُونَ ۝﴾ ۱

”اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے کئی نشانیاں ہیں۔ اور تمہارے نفسوں میں بھی، تو کیا تم نہیں دیکھتے؟“

ری بحث حدیث میں انسانی تخلیق کے مختلف مراحل اور تقدیر کو بیان کیا گیا ہے۔ ابوالبشر آدم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ حضرت آدم ﷺ کوئی سے بنایا گیا اور پھر ان سے حضرت حواء کو تخلیق کیا گیا۔ بعد ازاں انسانی مادہ تخلیق سے تخلیق انسانی کا سلسہ شروع کیا گیا۔

ان مراحل کا تذکرہ قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارِ مَكَنِينَ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظِيمًا فَكَسَوْنَا الْعِظَمَ لَهُمَا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا أَخْرَى ۝ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَلِيقَينَ ۝﴾ ۲

”پھر ہم نے اسے پانی کی بوند (نطفہ) کی حیثیت سے محفوظ مقام پر پھرایا۔ پھر ہم نے اس نطفے کو نبی مسیح مسیح اور اس مسیح کو ہم نے گوشت کا لوگوڑا (مضغ) بنایا، پھر اس گوشت کے لوگوڑے سے ہم نے بڈیاں بنائیں، پھر ہم نے ان بڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، پھر ہم نے اسے ایک نئی صورت میں پیدا کیا۔ پس اللہ با بر کرت ہے جو بہترین خالق ہے۔“

اس آیت کریمہ اور زیر بحث حدیث مبارکہ میں انسانی تخلیق کے جن مراحل اور کیفیات کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ صداقت قرآن اور صداقت محمدی کی ایک دلیل ہے۔ یہ منزیل اور کیفیتیں

۱/ الدریت: ۲۰-۲۱، ۲۳/ المؤمنون: ۱۳-۱۴۔

اس وقت تاں کیس جب ایکرے، اثر اساؤنڈ، خورد بین اور معانے کا کوئی آل ایجاد نہیں ہوا تھا۔ جدید میڈیکل سائنس اس درجہ بندی اور تغیری مترف ہے۔

جب جنین رحم مادر میں لوقرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو (زیرنظر حدیث کے مطابق) اس میں اللہ کے حکم سے فرشتہ روح پھونک دیتا ہے۔ اس وقت تک نطفہ، علقہ اور مفسحہ کے تیول مرامل چار ماہ میں پورے ہو چکے ہوتے ہیں۔ (یہ دن کم بیش بھی ہو سکتے ہیں)۔ روح پھونک جانے کے بعد یہ جنین زندہ انسان کے حکم میں ہو گا، اس کا ضایع حالت اضطرار میں بھی باہر نہیں رہ سکتے کہ اس جنین سے متعلق درج ذیل باتیں لکھنے کا حکم ملتا ہے:

(۱) رزق، (۲) عمر، (۳) عمل، (۴) انعام کا ریعنی وہ خوش نصیب ہو گا یا بد نصیب۔

ان چیزوں کے لکھنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ انسان مجبور محض ہے۔ (ہاں بعض معاملات میں اس کا اختیار نہیں چلا) اللہ تعالیٰ نے انسان میں تیکی اور بدی دونوں مادے کو کرایتے اختیار دیا ہے جیسا کہ فرمان الہی ﴿وَنَفِيْسٌ وَمَا سُوَّلَهَا﴾ ﴿فَإِنَّهُمْ هَا فُجُورُهَا وَنَقْوَهَا﴾ قذ آفَقَعَ مِنْ زَمَنِهَا وَقَذَخَابَ مَنْ دَشَهَا﴾ ۱ میں معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سچ و بصرہ کا فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ يَهُدِيْنَ السَّيْلَ إِنَّهُمْ لَا يَكُونُونَ إِنَّمَا كَفُورُهُمْ﴾ ۲

”ہم نے اسے راستہ تاریا ہے اب وہ شکرگزار بنے یا ناشکر۔“ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكُفِرْ﴾ ۳

”جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے۔“

<sup>۱</sup> ۹۱/الشمس: ۷-۱۰۔ ”تم ہے نہ کی اور اس ذات کی جس نے اسے تیک ہایا! مجہ اس کی تاریخی اور اس کی پرہیز گاری (کی بیچان) اس کے دل میں ڈال دی۔ یقیناً وہ کامیاب ہو گی جس نے اسے پاک کر لی۔ اور یقیناً وہ نامرد ہو گیا۔ جس نے اسے مٹی میں دبادیا۔“

<sup>۲</sup> ۹۶/الدهر: ۳۔ ۱۸/الکھف: ۲۹۔

اس سلسلے میں درج ذیل آیات اور دیگران جیسی آیات کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے:

﴿وَأَنَّ لَيْسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ ۴

”اور یہ کہ انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُعِيرُ مَا يُقْوِمُ حَتَّى يُغَيِّرُ وَآمَّا بَأَنفُسِهِمْ﴾ ۵

”بے شک اللہ نہیں بدلتا جو کسی قوم میں ہے، یہاں تک کہ وہ اسے بدلتیں جو ان کے دلوں میں ہے۔“

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ ۶

”دنیکی کا بدلہ دنیکی کے سوا کیا ہے۔“

﴿فَإِمَّا مَنْ أَعْطَى وَأَتَقْرَبَ وَصَدَقَ بِالْحُسْنَى﴾ ۷ ﴿فَسَيِّئَتْهُ لِلْيُسْرَى﴾ ۸ وَآمَّا مَنْ يَكْحُلَ وَأَسْتَغْفِي ۹ وَكَذَّابٍ بِالْحُسْنَى﴾ ۱۰ ﴿فَسَيِّئَتْهُ لِلْعُسْرَى﴾ ۱۱

”پس لیکن وہ جس نے دیا اور (نافرمانی سے) بچا۔ اور اس نے سب سے اچھی بات کوچ مانا۔ تو یقیناً ہم اسے آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔ اور لیکن وہ جس نے بغل کیا اور بے پرواہ ہوا۔ اور اس نے سب سے اچھی بات کو جھٹلا دیا۔ تو یقیناً ہم اسے مشکل راستے کے لیے سہولت دیں گے۔“

کسی شخص کے اچھے یا بے عمل کو دیکھ کر اس کے بارے میں حتیٰ فیصلہ صادر نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اپنی زندگی کے آخری حصے میں اس راستے پر قائم نہ رہے اور اس کا خاتمه پہلے سے مختلف کیفیت میں ہو۔ اس لیے کہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار اس کے خاتمے پر ہے۔ خاتمہ برآ ہوا تو انجام برا، خاتمہ اچھا ہوا تو انجام اچھا۔ ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ انسان کو مایوس ہو کر بیٹھنہیں جانا چاہیے بلکہ اچھے خاتمے کی امید پر نکلی میں آگے کی طرف بڑھنا چاہیے، یہ بھی واضح رہے کہ تقدیر معلق مثل بھی جاتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱. ۵۳/النجم: ۲۹۔ ۲. ۱۲/الرعد: ۱۱۔

۳. ۵۰/الرحمن: ۶۰۔ ۴. ۹۲/الآل: ۱۰-۵۔

(يَنْهَا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُنْهِيُّ وَعِنْدَهُ أُمُرُ الْكِتَابِ ۝)

"اللہ میاد تھا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔  
انسان کو چونکہ اپنی تقدیر کا علم نہیں اس لیے اسے ہر وقت مختار ہنا چاہیے اور اپنے خاتمہ پر  
اور ایمان پر ثابت قدمی کی دعا میں مانگتے رہنا چاہیے۔ اس سلسلے کی ایک دعا یہ ہے:  
**(رَبَّنَا لَا شَيْءٌ قُلْوَبُنَا بَعْدَ إِذْهَدْنَا وَقَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ**  
**أَنْتَ الْوَفَّاقُ ۝)**

"ہمارے رب اجتب آپ نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں  
کو نیز ہانہ کرنا اور اپنے ہاں سے نعمت عطا فرمائیے، یقیناً آپ بہت عطا کرنے  
والے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے ایک یہ دعا بھی سکھائی ہے:  
بِأَمْلَقِ الْفَلُوْبِ ائِثْ فَلَبِّنْ عَلَى دِينِكَ ۝

"اسے دلوں کے بھیرنے والے (میرے اللہ) امیرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھے۔  
تقدیر پر ایمان رکھنے سے مومن کی زندگی آسان گزرتی ہے، دنیوی زندگی کے نشیب، ذر  
کی وجہ سے اسے انہوں نہیں ہوتا، اس کا کوئی نقصان ہو جائے تو تقدیر پر ایمان کی وجہ سے اسے  
برداشت کرنے اور اس پر صبر کرنے کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔  
افکار الحدیث و فوائد الحدیث

① صداقت محیی کا اعلان کرنا صحابہ کرام ﷺ کا شیوه تھا۔

② احادیث نبوی میں جیعنی کی جانے والی کچی دعوت کو عزم و یقین اور خود اعتمادی سے یہاں  
کرنا چاہیے۔

③ یہ حدیث صداقت بیوت محیی کی ولیل بھی ہے کہ اس زمانے میں ایسی خبر کسی مشاہدے  
وغیرہ کی بنا پر نہ کبھی جا سکتی تھی۔ آپ ﷺ نے انسانی تحصیل کے حق پر اہل کو اللہ تعالیٰ کی  
۱۲ / الرعد: ۳۹۔ ۰۲ / الْعَزْن: ۸۔ ۰۵۲۲ / ترمذی: ۳۵۲۲

- وہی اور علم سے بیان فرمایا۔
- ④ ڈاروں کا نظریہ ارتقاء انسانی غلط ہے۔
- ⑤ حکم نبوی ماننے سے پہلے اس کا مشاہدہ کرنا ضروری نہیں۔
- ⑥ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔
- ⑦ جن اقوال کے صحیح ہونے کی لوگ حقیقت نہ کر سکتے ہوں ان کا قائل قسم اٹھا سکتا ہے۔
- ⑧ قسم اللہ تعالیٰ کے ہم کی اٹھانی چاہیے۔
- ⑨ اللہ تعالیٰ جو ایک قطرے سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ اسے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔
- ⑩ انسان کو اپنی تحصیل کے مراحل پر گور کر کے عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔
- ⑪ چار ماہ سے قبل بچہ زندہ پیدا نہیں ہوتا۔
- ⑫ جان اور روح میں فرق ہے۔
- ⑬ جس جنم میں روح پھونکی جا چکی ہو اور بعد ازاں دہ مردہ پیدا ہو تو اسے فعل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔
- ⑭ معاملات کو اطمینان اور سوچ بھجو کر نہ شانا چاہیے۔ جلد بازی سے گریز کرنا چاہیے۔
- ⑮ نیک اعمال پر اترانہ نہیں چاہیے۔
- ⑯ کسی شخص کو نیک اعمال کرتے ہوئے دیکھ کر اسے جنتی قرار نہیں دیا جاسکتا۔
- ⑰ برسے لوگوں کے اعمال دیکھ کر ان کے جہنمی ہونے کا فتویٰ صادر نہیں کیا جاسکتا۔
- ⑱ ائمَّا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ ۝ "اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے۔"
- ⑲ انسان اپنے اعمال کے بارے میں جواب دے ہے، وہ رزق کے حصول کی فکر کرتا ہے تو اعمال کی فکر کیوں نہیں کرتا!
- ⑳ خاتمہ بالآخر کی فکر کرنی چاہیے۔
- ㉑ سفر آخرت کے لیے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے۔ ہو سکتا ہوں اس کی زندگی کے آخری ایام ہوں۔

## رد بدعات

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَخْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ: مَنْ عَوَلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

ام المؤمنین ام عبد اللہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں نیا کام جاری کیا جو اس (دین) میں سے نہیں تو وہ (کام) مردود ہے۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ (عمل) مردود ہے۔

### ام المؤمنین حضرت عائشہؓ

حضرت عائشہؓ میں ام المؤمنین ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی ازدواج مطہرات کے لیے ام المؤمنین کی کنیت آیت کریمہ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَتُهُمْ<sup>①</sup> سے مخذول ہے۔ ازدواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مائیں کہہ کر واجب الاحترام قرار دیا ہے۔ اپنی بیوی اسماء بنت ابو بکرؓ کے بیٹے عبد اللہ بن زبیرؓ کے نام پر آپ ﷺ کی کنیت ام عبد اللہ کی مگئی حالت کی آپ لا ول تھیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ میں اور حضرت ام رومانؓ میں جنا کی صاحزادی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی بدر سے والپی پر ما و شوال میں حضرت عائشہؓ کو ام المؤمنین بنے کا شرف حاصل ہوا۔ انہیں یہ سعادت حاصل تھی کہ جب نبی اکرم ﷺ

① بخاری: ۲۶۹۷؛ مسلم: ۱۷۱۸۔

② ۳۲/الاحزاب: ۶۔

جرجہ عائشہ<sup>①</sup> میں ہوتے تو وہی نازل ہوتی تھی۔ وہ ازدواج مطہرات میں سے آپ کو محبوب ترین تھیں۔ ان کی پاکدامنی اور عظمت کے بارے میں سورۃ النور کی سولہ آیات نازل ہوئیں۔ نبی ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کا آخری ہفتہ انہیں کے گھر میں بسر کیا۔ یہی جرجہ عائشہ تھیں۔ آپ ﷺ کی آرام گاہ بنا۔ چونکہ آپ ﷺ کی وفات تینیں ہوئیں ہوئیں اس لیے تدفین بھی تینیں کی گئیں۔

جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو ام المؤمنین عائشہؓ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ آپ علم کا سمندر تھیں۔ آپ سے مردی احادیث کی تعداد ۲۲۱۰ ہے۔ ۱۲۳ متفق علیہ، ۲۸ صرف بخاری اور ۵۵۸ صرف مسلم میں ہیں۔ آپ کا شمار چھ مکثرین صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۷ ار مصان المبارک ۲۶ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ کی تدفین ان کی وصیت کے مطابق رات کے وقت کی گئی۔<sup>②</sup>

### شرح الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں بدعات کی تردید کی گئی ہے۔

وَهُنَّا عَلِيٌّ جَسَّ كِي شَرِيعَتَ مِنْ كُوئيْ بَنِيادِنَهُو، اللَّهُ تَعَالَى اُور اس نے رسول ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی ہو بلکہ اسے از خود بیکی اور تقربِ اللہ کا ذریعہ سمجھ کر سرانجام دیا جا رہا ہو جب کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ نے اس عمل کے کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہونے کے باوجود اسے نہ کیا ہو تو ایسا عمل بدعت کہلاتا ہے۔ دین اسلام چونکہ مکمل کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اسلام کو ہی بطور دین پسند فرمایا ہے۔<sup>③</sup>

① جرجہ عائشہؓ کی تفصیل جاننے کے لیے راقم الحروف کی کتاب "نبی کرم ﷺ کے جرم و مبارک کے تبریز مرامل اور معتقد شرعی احکام" کا مطالعہ کیجیے۔

② تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب مظلوم مجاہدات ﷺ کا مطالعہ کیجیے۔

③ الماندہ: ۳۔

لہذاں میں کسی اضافے کی گنجائش نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہی ہے۔ اگر کوئی شخص دین میں کوئی نئی بات شامل کرتا ہے تو گویا وہ اپنے عقیدہ عمل سے دین و شریعت کو نا مکمل ظاہر کر رہا ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ میں فرماتے ہیں:

وَإِنْمَا اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأَعْوَادِ تَرَكْتُمْ عَلَى مِثْلِ التَّبِيَّضَاءِ لَيْلَهَا وَنَهَارًا  
سَوَاءٌ ۝

”اللہ کی قسم! میں تمہیں روشن شریعت پر چھوڑ رہا ہوں جس کی رات اور دن (روشن ہونے میں) برابر ہیں۔“

جو شخص دین میں بدعut ایجاد کرتا ہے یا اس میں کوئی کمی نیشی کرتا ہے وہ اپنے خیال دل سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ بنی کریم ﷺ نے غیر واضح شریعت دی ہے۔

معاشی، معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اور عبادات و اعتقدات نیز اعمال و اقوال غرضیکہ حیات انسانی کا کوئی ایسا گوشہ باقی نہیں رہا جس کے بارے میں شریعت کی واضح رہنمائی موجود ہو۔ حتیٰ کہ نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل بھی کتاب و سنت میں موجود ہے۔ لہذا بدعut ایجاد کرنے کی قطعاً حاجت نہیں۔ حدیث کے الفاظ مِنْ عَمَلًا عَوْمَمْ پر دلالت کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں کسی بھی قسم کی بدعut کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ وہ عمل مردود ہے۔

ہر بدعut گراہی ہے۔ ۴

ہر گرانی کا انجام ہتم ہے۔ ۵

اس لیے بنی ﷺ نے بدعات سے احتراز کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ ۶

اللہ تعالیٰ کے دین و شریعت میں تغیر و تبدل کرنے والوں کو بنی اکرم ﷺ سُبْحَانَهُ سُبْحَانَهُ کہہ کر دھنکار دیں گے۔ اہل بدعut کی نذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱ ابن ماجہ: ۵۔

۲ مسلم: ۸۶۷؛ نسائی: ۱۵۷۹؛ ابن ماجہ: ۴۵۔

۳ نسائی: ۱۵۷۹۔

۴ ابو داؤد: ۹۶۰۷؛ ترمذی: ۲۶۷۶۔

۱ امر لَهُمْ شُرُكٌ أَوْ شَرِيكٌ لَهُمْ مِنَ الْبَيْنِ مَا لَمْ يَأْذُنْ بِهِ اللَّهُ۝ ۰

”کیا ان کے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے وہ دین مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔“

بنی اکرم ﷺ نے ایک شخص (ابو سراسیل) کو دھوپ میں کھڑا دیکھا، اس نے اس کی نذر مانی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے اس حرکت سے روک دیا۔ ۱

اسی طرح ایک ناگ کپ کھڑے ہو کر عبادات و ریاضت کرنا خلاف سنت اور بدعut ہے۔ ام الْمُؤْمِنِينَ زینب بنت ٹھابت نے چھت پر ایک رسی باندھی ہوئی تھی جب نسل پڑھتے پڑھتے تھک جاتی تو وہ تازہ دم ہونے کی خاطر اس کے ساتھ لٹک جاتی تھیں۔ بنی ﷺ نے فرمایا کہ اس کھول دو، جب تک نشاط ہو (نسل) نماز پڑھو اور جب تھک جاؤ تو سوجایا کرو۔ ۲

جن لوگوں نے نفلی نماز اور روزہ میں بنی اکرم ﷺ سے زیادہ عبادات کرنے اور نکاح نہ

کرنے کا عندری یہ ظاہر کیا تھا، ان سے آپ ﷺ نے فرمایا:

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِنِ فَلَيْسَ مِنِّي۔ ۳

”جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔“

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ۔ ۴

”جو ہمیشہ (نفلی) روزہ رکھتا ہے اس کا کوئی روزہ نہیں۔“

اس کی وجہ اس عمل کا خلاف سنت ہوتا ہے۔

بدعut پر عمل پیرا شخص چونکہ اس عمل کو نیک عمل سمجھ کر کرتا ہے اس لیے عموماً توبے سے بھی محروم رہتا ہے تو بتوہ و تب کرے جب اس عمل کو غلط سمجھے۔

۱ الشوری: ۲۱۔ ۲ بخاری: ۶۷۰۴۔

۳ بخاری: ۱۱۵۰، مسلم: ۷۸۴۔ ۴ بخاری: ۵۰۶۳، مسلم: ۴۰۱۔

۵ مسلم: ۱۱۵۹۔

بدعت کا ثبوت چونکہ شریعت مجددی میں نہیں ہوتا اس لیے بدعت کی ایجاد سے امت میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو فقصان پہنچتا ہے۔ آخرين ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ بعض لوگ بدعت کو بدعت حسنة اور بدعت سیئہ میں تقسیم کرتے ہیں حالانکہ حدیث میں ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا گیا ہے۔ شیخ احمد سرہندی المرuf مجدد الف عالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان دونوں قسم کی بدعتات میں سوائے ظلمت و کدروت کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

ابن القوی اعتبار سے بعض صحابہ اور ائمہ نے بدعت کو حسنة قرار دیا ہے۔ جیسے شریعت نے بدعت کہا ہے اس سے وہ بدعت مراد نہیں۔ جیسے نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا، قرآن کو ایک کتابی شکل میں جمع کرنا، احادیث کو کتب حدیث میں لکھنا وغیرہ۔ یہ احداث فی الدین میں داخل نہیں اور مہمان پر نیس علیہ امرُنَا کا اتطابق ہوتا ہے۔ کیونکہ نماز تراویح کی جماعت کروانا خود مجددی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، اس کے فرض ہونے کے خذشے کے پیش نظر آپ ﷺ اس کی جماعت کروانے سے رک گئے تھے۔

جمال عک قرآن مجید لکھنے کی بات ہے تو یہ تو خود نبی اکرم ﷺ کے حکم سے لکھا جاتا تھا۔ علیحدہ علیحدہ لکھنے اور ایک کتابی شکل میں لکھنے میں کوئی خاص فرق نہیں، نیز قرآن حفظ کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔ قرآن کریم پر اعراب تو اسی تلفظ کے مطابق لکھنے لگائے گئے ہیں جو نبی کریم ﷺ ادا کرتے تھے۔ اعراب کے بغیر تو تلاوت ممکن نہیں ہوتی۔

شروع شروع میں نبی اکرم ﷺ نے احادیث لکھنے سے منع کیا تھا، بعد میں آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تھی لہذا یہی فرمائی ہے بغیر سے ثابت ہے۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر کرنی چاہیے کہ اجتماع مخالف بدعت قرار دیا نہیں۔ جیسے جمع کی پہلی اذان، مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد، وعظ و نصیحت کے لیے کوئی ایک دن مخصوص کرنا وغیرہ۔

وکھیے پخاری: ۷۲۹

- عقاوی و احکام اور اخلاقیات
- افکار الحدیث و فقه الحدیث
- ① دین و شریعت کامل ہے اس میں کسی اضافے کی اجازت نہیں۔
  - ② ہر نیا کام جسے یعنی سمجھ کر کیا جائے بدعت کہلاتا ہے۔
  - ③ دین میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں۔
  - ④ بدعتات مردود ہیں۔
  - ⑤ خلاف سنت عمل قول نہیں ہوتا۔
  - ⑥ سنت نبوی سے بے رجوعی کرنے والوں کا نبی اکرم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔
  - ⑦ بدعتات کی تردید کرنا سنت نبوی ہے۔
  - ⑧ سنت نبوی کے مطابق کئے جانے والے اعمال کا اجر، خواہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں، مسلم ہے۔
  - ⑨ بدعت کو حسنة اور سیئہ میں تقسیم کرنا درست نہیں۔
  - ⑩ شرعی اور لغوی بدعت میں اختلاط کرنا جائز نہیں۔
  - ⑪ صحابہ کرام ﷺ کے اجماعی عمل کو بدعت قرار دینا صحیح نہیں۔
  - ⑫ بدعت ایجاد کرنے سے امت میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔
  - ⑬ بدعت پر عمل پر اشخص عموماً تو بہ نہیں کرتا۔
  - ⑭ کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جس سے یہ تاثرا بھرے کہ خیر القرون کے لوگ اس خبر سے محروم رہے۔

سید علی حسین

## حلال و حرام اور مشتبہ اشیاء

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ النَّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْحَلَالَ بَيْنَ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيْنَ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ أَتَقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبَرَ إِلَيْنِي وَعَرَضَهُ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّأْيِي يَرْعِي حَوْلَ الْجَمِيعِ يُوْشِكُ أَنْ يَرْتَعِ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمْمَى، أَلَا وَإِنَّ حِمْمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْعَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلْحَةُ الْجَسَدِ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتْ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْفَلْبُ. رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ ①

ابو عبد الله النعمان بن بشير رضي الله عنهما روى أن رسول الله عليهما السلام كوفرماتے ہوئے تاکہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان شے وہی چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے تو جو شے وہی چیزوں سے نہ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو پجا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں ہتھا ہو گیا، جیسے وہ چوہا جو چاگا کے ارگرد چ جاتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ جانور اس کے اندر چڑے لگیں، سنو! براہاد شاہ کی چاگا کا چاگا ہوتی ہے، سنو! اللہ کی چاگا سے مراد اس کی حرام کر دے اشیاء میں ستر دار احمد میں گوشٹ کا ایک مکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ وہ مکڑا ادل ہے۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

① بخاری: ۲۰۵۱؛ مسلم: ۱۵۹۹۔

### حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

آپ ابو عبد الله نعمان بن بشیر بن سعد بن شعبہ المزربی الانصاری ہیں، نبی اکرم ﷺ کی بھرت مدینہ کے بعد انصار کے سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے ہیں۔

وفات النبی ﷺ کے وقت نعمان بن بشیر کی عمر ۸۸ سال سات ماہ تھی، آپ بشیر کی والدہ اور والد دنوں صحابی ہیں۔ آپ کی والدہ امام نعمان عمرہ بنت رواحہ بن شعبہ ہیں، جو عبد اللہ بن رواحہ بن بشیر کی بہن ہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ۱۱۳ ہے۔ پانچ متفق علیہ، ایک صرف بخاری اور چار صرف مسلم ہیں۔

حضرت معاویہ بن بشیر نے انہیں حمص اور بعد ازاں کوفہ کا گورنمنٹر کیا۔ پھر زید کی طرف سے گورنر ہے۔ زید کی وفات کے بعد نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو عبد اللہ بن زید بن بشیر نے حمص کا گورنمنٹر کر دیا۔ اہل حمص نے ان کی مخالفت کی اور ۲۳ ھ میں مروان بن الحکم کے دور حکومت میں انہیں شہید کر دیا گیا۔

### شرح الحديث

الحلال بین سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا حلال ہو ناساب کو معلوم ہے جیسے بونا، دیانت داری اختیار کرنا و میگری مباح امور وغیرہ اور ان کے حلال ہونے میں کوئی ابہام نہیں پایا جاتا۔

الحرام بین سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کا حرام ہونا قطعی دلائل سے معلوم ہے اور ان کی حرمت سے سب لوگ آگاہ ہیں جیسے شراب، خنزیر، گدھا، مردار جانور، سود، رشت، غصب، ذخیرہ اندوزی، زنا، جھوٹ، غیبت، کچلیوں والے جانور کا گوشت، شکاری پرندے کا گوشت، وغیرہ۔

مشتبہات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی حلت و حرمت کا واضح حکم موجود نہیں ہے۔ مسلمان کو مشتبہ امور و معاملات سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ محظات سے محفوظ رہ سکے جیسے منوع چاگا کے آس پاس چرانے کی ممانعت نہیں، مگر وہاں جانور چرانے میں امکان ہے کہ وہ اس

علاقے میں بھی راہل ہو جائیں جو منور ہے۔ لہذا پنے دین و عزت کو بچانے کے لیے شتر بھی بچا جائیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُحْسِنُونَ لَهُمْ نِعَمٌ وَرَبُّهُمْ لَغَفُورٌ إِذَا تَرَكُوا مَا هُمْ فِي  
هُنَّاكُمْ لَا يُنْهَا كَوَافِرُهُمْ فَلَا تَنْقِرُوهُمْ إِذَا  
لَمْ يَجِدُوا مِمْوَالَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُعْلَمُ بِمَا يَصْنَعُ﴾ ①

”یا اللہ کی حدیث یہ ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔“

ارشاد باری ہے:

دَعْ مَا يَرِيْدُكَ إِلَى مَالَ يَرِيْدُكَ ②

”وَهُنَّ يَرْكُّعُونَ وَجْهَهُمْ بِشَكَرٍ مِنْ ذَالِكَ دَعَ اخْتِيَارَ كَرُوكَ وَجْهَهُمْ بِشَكَرٍ  
مِنْ بَطَانَةَ كَرَكَ“ ③

ایک حدیث میں ہے کہ گناہ وہ ہے جو نفس میں کھکھے اور دل میں تردید پیدا کرے۔ ④

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے ربِ اللہ پڑھ کر شکاری کتا چھوڑا مگر شکار کے پکڑنے کے وقت کچھ اور کتے بھی ان کے ساتھ پائے گئے تو ایسے شکاری حلت مشکوک ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک کھجور کو کھانے کا ارادہ کیا مگر پھر اس خدشے کے پیش نظر کہ وہ صد زکی نہ ہوا اپنے اسے ترک کر دیا۔ ⑤

نبی اکرم ﷺ کی کوشش یہ ہوتی کہ لوگوں میں مشکوک و شبهات پیدا نہ ہوں، جیسا کہ امام ابو منیث رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے رسول جوانوں سے فرمایا:

عَلَى رَسُولِكُمَا إِنَّهَا صَفَيَّةٌ بِنَتُ حُسْنِي ⑥

”مشہر جاؤ یہ (میرے ساتھ) منیہ بنت حسنی ہیں۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک خلماں نے کہانت کی کمائی، جو انہیں زمانہ جاہلیت میں ملی

۱/ البقرة: ۱۸۷.

۲/ ترمذی: ۲۵۱۸.

۳/ احمد: ۴/ ۲۲۸؛ دار مسی: ۲۵۳۶.

۴/ بخاری: ۲۲۵۵؛ مسلم: ۱۰۷۱۔ نوٹ: زکر کہ آپ ﷺ اور آپ کی آل کے لیے جائز ہیں۔

۵/ ابر داؤد: ۴۹۹۴.

تھی، انہیں کھلانی۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے اسے قے کر دیا۔ ①

کسی چیز کے مشتبہ ہونے کا فیصلہ انسانی دل کرتا ہے۔ اسی پر تمام امور کا دار و مدار ہے۔ اس پشکوک و شبہات اور کفر کی وجہ سے سیاہی چھا جاتی ہے جس کی وجہ سے اعمال میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس دل کی اصلاح اور صفائی کی وجہ سے تمام اعضاء سے اچھے اعمال صادر ہوتے ہیں اور ان اعضاء کا برائی کی طرف رجحان نہیں رہتا۔ ②

قيامت کے دن کامیاب وہی ہو گا جو قلب سليم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ لَا إِلَامَنْ أَنِّي اللَّهُ يُقْلِبُ سَلِيمٍ﴾ ③

”جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹھے۔ مگر جو اللہ کے پاس سلامتی والا دل لے کر آیا۔“

### انکار الحدیث و فتنۃ الحدیث

- ① حلال و حرام کے سلسلے میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی کی گئی ہے اور ان کا تعلق بھی دین سے ہے۔
- ② مشتبہات/شبہات حلال و حرام میں داخل نہیں ہیں۔
- ③ بعض لوگ (ثقل علماء) مشتبہ چیزوں کا بھی علم رکھتے ہیں۔
- ④ مشتبہ امور سے بھی بچنا چاہیے۔ (ان امور کی کثرت حرام کا ارتکاب کروادیتی ہے۔)
- ⑤ مشتبہ امور سے بچنے والا حرام کا مرتكب نہیں ہوتا۔ (صغریہ گناہوں سے بھی بچنے والا کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے۔)
- ⑥ دین و شریعت اور عزت کی حفاظت کرنی چاہیے۔
- ⑦ بات کو واضح کرنے کے لیے مثال دینا جائز ہے۔

۱/ بخاری: ۳۸۴۲.

۲/ مشتبہ امور کی مزید وضاحت کے لیے حدیث نمبر ۱۰۷۱ کی تفاصیل میں دیکھیں۔

۳/ الشعراہ: ۸۸-۸۹.

## خیر خواہی اور خلوص

عَنْ أَبِي رُقَيْةَ تَعْلَمَ بْنَ أَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِينُ النَّصِيحَةُ، فُلِّنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِرَبِّكُمْ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ . ①

ابورقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی / خلوص کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا: کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے حکام اور عوام کے لیے۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔

### حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

ابورقیہ تمیم بن اوس بن خارجہ داری رضی اللہ عنہ نے ۹۵ میں نصرانیت چھوڑ کا اسلام قبول کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ بیت المقدس چلے گئے۔ آپ نے ۲۰۰ میں بیت المقدس (فلسطین) میں وفات پائی۔

ابورقیہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ۱۸ ہے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث معلق مروی ہے جب کہ صحیح مسلم میں ان سے صرف یہی روایت مروی ہے۔ جسامہ کا قصہ بھی ابورقیہ تمیم رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے بیان کیا۔

### شرح الحدیث

یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ جامع کلمات میں سے ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے الَّذِينُ النَّصِيحَةُ کے الفاظ تین دفعہ فرمائے۔

① مسلم: ۵۵؛ ابو داؤد: ۴۹۴۴؛ احمد: ۱۰۲-۱۰۳؛ نسائی: ۱۳۰/۷

صیحت جامع لفظ ہے جس کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ کسی دوسری زبان بلکہ خود لغت عرب میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں جو تنہ اس کا مفہوم ادا کر سکے۔ علامہ خطابی ہدایت فرماتے ہیں: نصیحت ایسا جامع لفظ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حد تاریخی کی حفاظت کرتا۔  
نصیحت کا نبیادی معنی اخلاص ہے۔ اردو زبان میں اس لفظ کا قریبی معنی دینے والا لفظ خیر خواہی ہے۔

انہاء درسل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اپنی ام سے یہ فرماتے رہے کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں۔ سورہ الاعراف

میں بعض انہاء بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی طرف سے نصیحت لکم، ناصح لکم، ناصح وغيرہ الفاظ کہے گئے۔ الی ایمان بھی انہاء بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے ساتھ مخلص ہوتے ہیں اور ان کی خیر خواہی کرتے ہیں۔

موی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو جب سرداروں نے قتل کرنے کا منسوبہ بنا�ا تو ایک شخص نے آکر موی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو خبر کر دی تھی اور کہا: میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔

جو لوگ مخلص ہوتے ہیں ان سے اگر کسی حق کی ادائیگی میں یا کوئی عمل کرنے میں کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کا عذر ان کے مخلص کی بناء پر قبول فرمائیتے ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی  
﴿إِذَا نَصَحُوا إِلَيْهِ وَرَسُولُهُ ﴾<sup>۵</sup> معلوم ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ نے جب نبی اکرم صلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا کہ کس کے ساتھ خیر خواہی کی جائے تو آپ صلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ نے جواب میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ، اس کی کتاب، مسلمانوں کے حکام اور عوام الناس کا ذکرہ فرمایا۔

۱: اللہ تعالیٰ کے حق میں نصیحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لا میں، اس کی ذات و صفات میں کسی کوشش کی نہ ہمہ رائیں، قوی، بدینی اور مالی ہر طرح کی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص کی جائے۔ تمام عیوب و نقائص سے اللہ تعالیٰ کو برقرار رہیں۔ اس کے حکام کی پابندی کی جائے اور نافرمانی سے گریز کیا جائے۔ تمام کائنات سے بڑھ کر اس سے محبت کی جائے۔ اسی کی خاطر کسی سے محبت یا بغضہ رکھیں۔ اس کے مکررین سے جہاد کریں۔ اس کی نعمتوں کا ۹/التوبۃ: ۹۱۔ (جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ظہور رکھیں۔)

شکر ادا کریں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے مومن ہونے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور نہ کسی کے کافر ہونے سے کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ نفع یا نقصان انسان سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَنْفَسِهِ﴾<sup>۶</sup>

”جس نے نیک عمل کیا تو اپنے لیے۔“

ای طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَشْكُرْ فَأَنَّهَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَنِّيْ حَسِيْدُ﴾<sup>۷</sup>

”اور جو شکر کرے تو وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ بہت بے پرواہ بہت تعریفوں والا ہے۔“

۲: قرآن کے ساتھ خلوص یہ ہے کہ اس پر ایمان لا یا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام (غیر مغلوق) ہے، اور انسان اس جیسا کلام نہیں بن سکتے۔ یہ غیر مبدل کتاب ہے، جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔ اس کتاب کو پڑھا جائے اور اس میں تدبیر کیا جائے اور اس سے رہنمائی لی جائے۔ اس کی ہدایت کے مطابق اعمال سر انجام دیے جائیں۔ آیات حکمات پر عمل کریں اور تتشابہات کو بھی تسلیم کریں۔

۳: اس کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش کی جائے۔ جو لوگ اس کتاب میں لفظی و معنوی تحریف کے مرکب ہو رہے ہوں انہیں منہ توڑ جواب دیا جائے۔ قرآن کے دوست نماد شہروں کی طہران اور جاہلانہ باتوں کی تردید کی جائے اور نور قرآن سے سینوں کو منور کیا جائے۔

۴: نبی اکرم صلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ خلوص میں درج ذیل امور سر فہرست ہیں:  
آپ صلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ پر ایمان لانا، آپ کے مشن کو آگے بڑھانا، تو قیر کرنا، تمام مغلوقات سے بڑھ کر محبت کرنا، اطاعت کرنا، نافرمانی سے گریز کرنا، اپنے جگہوں میں آپ کو حکم (فیصل) لانا،

”مسلمان آپ سے نصیحت طلب کرے تو آپ اسے نصیحت کریں۔“

نبی نبکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ جریب بن عبد اللہ رض بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی

نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ و النُّصْح لِكُلِّ مُسْلِمٍ پر بیعت کرنے سے اس نفیحت کی بیعت کی۔

جیری دیگر نے مذکورہ بالا بیعت کو کس طرح نبھایا، اس کا اندازہ درج ذیل ایمان افروز واقعہ تھا جسے ہے۔

لگایا جاسکتا ہے:  
 ایک وغیرہ جو ہنڈا کی طرف سے ایک شخص نے تم سو درہم کا گھوڑا اخیر یہ لیا اور گھوڑے کے  
 ایک کوساتھ لے آیا تاکہ جو ہنڈا سے قیمت ادا کر دیں۔ آپ ہنڈا نے گھوڑے کے مالک سے  
 فرمایا کہ تمہارا گھوڑا اس سے زیادہ قیمت کا ہے۔ کیا تم اسے چار سو درہم میں بیج دو گے؟ اس نے کہا  
 جیسے آپ کی مرضی! پھر آپ ہنڈا نے فرمایا: تمہارا گھوڑا تو چار سو درہم سے بھی زیادہ قیمت  
 کا ہے۔ اس طرح آپ سو درہم بڑھاتے گئے۔ حتیٰ کہ آٹھ سو درہم میں آپ ہنڈا نے گھوڑا  
 خرید لیا۔ باقاعدہ اس پر راضی ہو گیا۔ اس نے زیادہ قیمت دینے کا سبب پوچھا تو جو ہنڈا نے فرمایا:  
 میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہوئی ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔ ④  
 اگر ہم جو شرعاً عالم کا کام ہے تو تمہارا معاشرہ اُس وَآشیٰ کا گھووارہ بن سکتا ہے۔

افکار الحديث وفقه الحديث

① دھو کے اور نفاق سے ماک اخلاص یعنی ایشارہ و قربانی اور خیر خواہی کا نام النصیحة ہے۔

۲) نصیحت کی اہمیت کے پیش نظر اسے دین کا نام دیا گیا ہے۔

<sup>③</sup> کو اجتنب کا ہمچون کوکل سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ (الحج عرقہ بھی اسی طرح ہے۔)

<sup>4</sup> وزیر صرف نجف معاشر نہیں۔ ذائقی تکمیل سرہی قناعت کر لینا کافی نہیں۔ معاشرہ کا ہر فرد ایک

دیکھنے کی خواہیں۔ دیکھنے کی خواہیں۔

١ بخاری، ٥٧، مسلم: ٥٦ . ٢ فتح الباری / ١٨٣ .

عفاف و احکام اور اخلاقیات اسلام پر حدا، اسوہ حنفی کو مکمل ضابط حیات سمجھنا، دین و شریعت کو کافی سمجھنا، درود و سلام پر حدا، ہاموں رسالت کا فناع کرنا اور آپ کے تعلقین سے محبت رکھنا، جب کہ دشمنوں سے دشمنی کرنا غیرہ۔

رکنا غیرہ۔ مسلم کام کے ساتھ خبر خوانی یہ ہے کہ تن پان کی معاذت کی جائے، انہیں اچھے مشورے  
ختم ہے جو ان کی بات مانی جائے، انہیں نیکی کی

دیے جائیں، دین و شریعت کی حدود میں رہنے ہوئے ان باتیں کی تلقین کی جائے اور اگر ان میں کوئی خرابی پیکھیں تو اسے دور کرنے کی بھروسہ تھیں اور اس کا کام کروز پارٹی اور ناسافی سے روکا جائے۔ ان کے کام کا نام اے۔ اپنی قلم و زبانی اور ناسافی سے روکا جائے۔

جاءَ— انَّ لِي خُتْمَانِدِي جَاءَ— مِنْ اَنْجِينَ  
خَلَفِ بَغَاوَاتِ نَكِي جَاءَ، اَنَّ كَمْ سَأَتَحِلُّ كَرْ جَهَادِ كِيَا جَاءَ— اَرْشَادِ نَبِيٍّ هُوَ:  
**بِرْ رِضِيٍّ لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا**

بِرَصْنِي سَمِّيَّا وَأَنْ تَنْصُورَا مَنْ وَلَاهُ اللَّهُ أَمْرُكُمْ ۖ ۝  
بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَأَنْ تَنْصُورَا مَنْ وَلَاهُ اللَّهُ أَمْرُكُمْ ۖ ۝

”اللهم حارسے یے پر دن رہا ہے، اس سے بے شریک نہ کرو، سب مل کر اللہ کی رتی کو مضبوطی سے تھام لو (اور فرقوں میں نہ بنو) اور اگر کوئی خیر خواہی کرو جائے اللہ تعالیٰ اسے محابا معاملہ پر کو دیکا۔“

۵: عادۃِ اسلامیین کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں ان کے حقوق دیے جائیں۔ زبان اور باطن وغیرہ سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا جائے۔ انہیں دھوکہ نہ دیں۔ آپ جو کچھ اپنے

اہدو میرے سے ایسی وہی صفائی کا حکم ادا کرنا چاہیے کہ اسی پر اپنے بچے میں دل دینے لگے۔ اسی پر اپنے بچے کی حفاظت کی لیے پسند کرتے ہیں وہی ان کے لیے کریں۔ ان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کی حکماً میں اسی کا حکم ادا کرنا چاہیے۔

جے، بڑھوں فاہر اور چھوٹوں پر سبقتی جائے۔ انے بارے میں اچھا مان رکھیں۔ ان کی جائزی ضروریات پوری کرنے کی ہر گھن کوشش کی جائے۔ مسلمان سامنے ہو با غیر موجود اس کے بارے میں خیر خواہی کے خدمات، سمجھا اُمر، غیر اکرم سے متعلق کا

وَإِذَا أَسْتَضْحَكَ فَانْصَرِخْهُ ۝  
ارشاد ہے:

مسلم: ١٧١٥، موطا، الكلام: ٢٠، احمد: ٣٦٧/٢. ② مسلم: ٢١٦٢.

وَسَرِّهِ كَيْفَيْتُهُ لِيَعْلَمَ خَيْرُهُ وَشَرُّهُ لِيَعْلَمَ شَرُّهُ

- ۶ دُورِهِ کے لیے خلوص و خیر خواہی کے جذبات پیدا کرے۔  
۷ اتوال کی طرح انفال کے لیے بھی دین کا نفاذ استعمال ہوتا ہے۔  
۸ اگر کسی حکم کی تفصیل معلوم نہ ہو تو اس کے بارے میں دریافت کر لینا چاہیے تاکہ اجمال کی تفصیل معلوم ہو۔

- ۹ جعل اخلاص کے بغیر کیا جائے وہ دین سے خارج ہے (وَهُوَ اللّٰهُ الْعَالٰی کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔)

- ۱۰ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول اور مسلمانوں سے مخلص نہ ہو اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ (اس کا کوئی دین نہیں۔)

- ۱۱ جن کی خیر خواہی کا حکم دیا گیا ہے ان سے حتی الامکان خیر خواہی کرنا ضروری ہے۔  
۱۲ خیر خواہی کرنا انبیاء میں ہم اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔

- ۱۳ کسی چیز کی اہمیت کے پڑی نظر حسب ضرورت اسے کئی بار بھی کہا جا سکتا ہے۔  
۱۴ سیاسی و انتظامی امور دین سے جدا نہیں ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

### صحابی الحدیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تعارف کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۳۔

### شرح الحدیث

کفر اللہ کی سر بلندی کے لیے اسلام میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے، ظلم و تعدی اور فتنہ و فساد کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقْتِيْهُمْ حَتّى لَا تَرْكُونَ فِتْنَةً وَلَا يَكُونَ الَّذِينُ يَتَّهِطُونَ﴾

”تم ان (کفار و مشرکین) سے اس وقت تک قتال کرو کہ فتنہ و فساد ختم ہو جائے اور

۱ بخاری: ۲۵؛ مسلم: ۲۲. ۲ البقرہ: ۱۹۳.

## شرعی احکام ظاہر کے مطابق لا گو ہوتے ہیں

عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمْرَتُ أَنْ أَقْاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهُدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقْبِلُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكُوْةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوْنَا مِنْ دِمَاءِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قال (جہاد) کرتا ہوں تا آنکہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد و نیبی اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، تو جب وہ ایسا کام کریں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون (جانیں) اور اموال محفوظ کر لیں گے۔ سوائے حق اسلام کے اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ کے ذمے ہوگا۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔

### صحابی الحدیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تعارف کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۳۔

### شرح الحدیث

کفر اللہ کی سر بلندی کے لیے اسلام میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے، ظلم و تعدی اور فتنہ و فساد کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقْتِيْهُمْ حَتّى لَا تَرْكُونَ فِتْنَةً وَلَا يَكُونَ الَّذِينُ يَتَّهِطُونَ﴾

”تم ان (کفار و مشرکین) سے اس وقت تک قتال کرو کہ فتنہ و فساد ختم ہو جائے اور

۱ بخاری: ۲۵؛ مسلم: ۲۲. ۲ البقرہ: ۱۹۳.

ہے جیسے کسی مسلمان کو قتل کرنا۔<sup>①</sup>  
 واضح رہے کہ حدیث زیر بحث میں جہاد کے تین درجات میں سے تیرے درجے کا تذکرہ  
کیا گیا ہے۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے اگر وہ قبول کر لیں تو انھیں مسلمانوں  
جیسے حقوق حاصل ہوں گے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ وہ اسلامی حکومت کے ذمی بن کر رہیں۔  
تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر کفار و مشرکین جزیہ دے کر ذمی بن کر رہے سے انکار کر دیں تو پھر ان  
کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔

حدیث زیر بحث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کچھ لوگ نماز پڑھنے یا زکوٰۃ دینے سے  
انکار کر دیں تو ان کے خلاف جہاد کرنا جائز ہے جیسا سیدنا ابوکبر دیشی نے منکرینی زکوٰۃ کے خلاف  
اعلان جہاد کیا تھا۔

یہ بھی واضح رہے کہ جو کفار اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تھے انہیں جزا مسلمان نہیں کیا جاتا  
تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ﴿لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ﴾<sup>②</sup> سے عیاں ہے۔

ایک اور مquam پر الشتعالی کا ارشاد ہے:  
 ﴿فَلَذِكْرُهُ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكَّرٌ لَّكُمْ تَعْلِيهُمْ بِصُنْبَطِرٍ إِلَّا مَنْ تَوَلَّ وَ  
 كَفَرَ فَقِيَعَذَابَهُ اللَّهُ الْعَذَابُ الْأَكْبَرُ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابُهُمْ لَّمَّا إِنَّ عَلَيْنَا  
 حِسَابُهُمْ﴾<sup>③</sup>

”پس آپ نصیحت کیجیے، آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ہرگز ان پر  
کوئی مسلط کیے ہوئے نہیں ہیں۔ مگر جس نے منہ موڑا اور انکار کیا۔ تو اسے اللہ  
عذاب دے گا، سب سے بڑا عذاب۔ یقیناً ہماری ہی طرف ان کا لوث کر آتا

① دیکھیے ایضاً۔ ۲/ البقرة: ۲۵۶۔

② ۸۸/ الغاشیة: ۲۱۔ ۲۶۔

دین سارے کا سارہ اللہ کے لیے ہو جائے۔“  
یعنی قشید فاد کے خاتمے اور غلبہ دین تک جہاد کرتے رہو۔  
دورانی جنگ میں اگر مجاہدین اسلام کی دعوت سے غیر مسلم اسلام قبول کر لیں تو ان کے بھی  
وہی حقوق فراہم ہوں گے جو دیگر مسلمانوں کے ہیں۔<sup>④</sup>

ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 ﴿فَإِنْ تَابُوا أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكُوٰةَ فَلَنُؤْسِيَنَّهُمْ طَّهَّ﴾<sup>⑤</sup>  
 ”تو اگر وہ (کفار و مشرکین) توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا  
براستہ چھوڑ دو۔“

ایک اور مquam پر الشتعالی کا ارشاد ہے:  
 ﴿فَإِنْ تَابُوا أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكُوٰةَ فَأَخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ طَّهَّ﴾<sup>⑥</sup>  
 ”اگر وہ (کفر سے) توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگ جائیں تو وہ  
تمہارے دینی بھائی ہیں۔“

نہیں اکرم ﷺ جب کسی قوم کے لیے خلاف جہاد کے لیے نکلتے تو صحیح تک اس قوم پر حملہ  
آورنے ہوتے۔ اگر وہاں اذان کی آواز سنتے تو پھر اس احتمال پر کہہ لوگ اسلام میں داخل ہو چکے  
ہیں ان پر حملہ نہ کرتے بصورت دیگران کے خلاف کارروائی سے نہ رکتے۔<sup>⑦</sup>

اگر کوئی کافر کلہ پڑھ لے تو اس کے خلاف جنگ کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ دلوں کا حال تو  
اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اسماء بن زید میں ہجڑنے ایک معمر کے میں کلمہ  
پکارنے والے شخص کو قتل کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس فعل قتل کی نہ مرت کی۔<sup>⑧</sup>

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان جنگ میں کلمہ پڑھ لینے والے کو قتل کرنا ایسے ہی

① دیکھیے مسلم: ۲۴۰۵۔ ۲/ التوبۃ: ۵۔

② ۳/ التوبۃ: ۱۱۔ ۳/ مسلم: ۳۸۲۔

③ دیکھیے بخاری: ۴۲۶۹، نیز دیکھیے بخاری: ۴۳۵۱، مسلم: ۹۵، ۹۷۔

بے۔ پھر بے شک ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے۔“  
ناہم ایسے لوگ اپنی جان دمال کی حفاظت کے عوض میں اسلامی حکومت کو جزیہ ادا کرتے  
تھے۔ بلا اسلامیہ میں نئے والے کفار کو جبرا مسلمان نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اسلامی ریاست  
میں غیر مسلموں کے حقوق کا وجوہ نہ ہوتا۔ اور نہ کبھی آپ کفار و شرکیں وغیرہ سے صلح کرتے۔ اس

سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کوار سے نہیں بلکہ اپنی حفاظت اور صداقت کی بنیاد پر پھیلا ہے۔  
مکہ مکرمہ میں تو نبی ﷺ کو جہاد کا حکم نہیں تھا وہاں بھی لوگوں نے اسلام قبول کیا اور  
بڑی بڑی تربیتیں دیں۔ بعض ممالک اور علاقوں کے لوگ مسلمانوں کی جنگ کے نتیجے میں  
مسلمان نہیں ہوئے بلکہ از خود اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ مثلاً انڈونیشیا، ملائیشیا، افریقہ کے  
شرقی ساحل وغیرہ۔<sup>۰</sup>

جو شخص ظاہری طور پر بھی اسلام قبول کر لے اسے مسلمان قرار دیا جاتا ہے اگرچہ فی علم اللہ  
وہ مسلمان نہ ہو۔ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ارشاد نبوی ہے:  
”جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ  
کھائے وہ مسلمان ہے۔“<sup>۱</sup>

حدیث زیرِ بحث میں روزے اور حج کا بیان نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ عبادات ایک لحاظ سے  
انفرادی یا خفیہ ہیں۔ جبکہ (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو) بھی یہیں بھیجتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے روزے  
اور حج کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ (بُشْرَيْتُ معاذَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ مُّنَّاَذُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نَعْلَمُ كَمْ يَعْلَمُ) نے روزے  
کے درپے نہیں ہوتا چاہیے۔ ایک شخص اگر روزہ دار ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ تسلیم کیا  
جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ کہتا ہے کہ وہ صاحب استطاعت نہیں ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا،  
اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔

الابحق الاسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قول اسلام کے بعد اگر کسی نے ایسا جرم کیا  
① قدرے تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب دین اسلام ایک ہدی نظریہ میں، ص: ۳۹۸۔

② بخاری: ۳۹۱۔

جس پر قصاص یا حد لا گو ہوتی ہو تو وہ لا گو کی جائے، مثلاً قاتل سے قصاص لینا، شادی شدہ زانی کو  
رجم کرنا اور مرتد کو قتل کرنا وغیرہ۔<sup>۰</sup> اگر کوئی منافق ہو یا دینی سزا سے نجات جائے تو اس کا حساب  
اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ وہ ان کے بارے میں روزِ قیامت فصلہ کرے گا۔ جس کو دنیا میں اس  
کے گناہ کی سزا اس کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔

### انکار الحدیث و فقہ الحدیث

- ① نبی بھی شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے کا پابند ہوتا ہے، جب پیغمبر امیرُ فرمائیں تو اس سے  
مراد امر اللہ (اللہ کا حکم) ہوتا ہے۔
- ② اسلام میں داخل ہونے کے لیے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی جاتی ہے۔
- ③ شرعی احکام ظاہر کے مطابق لا گو ہوتے ہیں۔ دلوں کے حالات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔
- ④ بعض مسلمانوں کو قتل کی سزا تو دی جاتی ہے مگر ان کی تکفیر جائز نہیں۔
- ⑤ تارک نماز اور مکرہ زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنا جائز ہے۔
- ⑥ توحید کا اقرار اور احکام شریعت کی پابندی کرنے والے اہل بدعت کی تکفیر نہیں کرنی چاہیے۔
- ⑦ اسلام میں صرف دفائی جہاد ہی نہیں بلکہ جو ہی جہاد کا نظریہ بھی موجود ہے۔
- ⑧ جنت سے جہاد کرنا منقول نہیں اگرچہ آپ ﷺ ان کے لیے بھی رسول بن کر بھیج گئے  
تھے اور ان میں سے بعض مسلمان بھی ہو گئے تھے۔
- ⑨ مسلمان کی جان اور مال کی حفاظت کرنی چاہیے۔
- ⑩ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ سے معلوم ہوتا ہے کہ قول پُر فل کا اطلاق بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ قول  
زبان کا فعل ہوتا ہے۔
- ⑪ جس شخص کو حد یا قصاص میں قتل کر دیا گیا ہو۔ اس کی سزا اس کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (اس  
کے بر عکس جس کو اس کے جرم کی سزا دنیا میں نہیں ہواں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، چاہے  
معاف کرے یا سزا دے۔)

<sup>۰</sup> مزید تفصیل حدیث نمبر ۲۷ میں ملاحظہ کریں۔

لینے کا شرف حاصل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے آپ ﷺ کا حافظہ مشالی ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ کثیر الروایت صحابی ہیں۔ سب سے زیادہ احادیث آپ سے ہی مروی ہیں۔ آپ سے مردی احادیث کی تعداد ۵۲۶ ہے، ان میں سے ۳۲۵ متفق علیہ ہیں، ۹۲ مصرف صحیح بخاری میں اور ۹۸ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

رانج قول کے مطابق آپ کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ آپ ۷۸ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں نافت ہوئے۔ نمازِ جنازہ ولید بن عقبہ نے پڑھائی اور لقچ میں پر دخاک ہوئے۔

### شرح الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں درج ذیل دو امور ذکر کیے گئے ہیں:

(۱) اطاعت رسول ﷺ (۲) کثرت سوالات

### (۱) اطاعت رسول ﷺ

قرآن مجید کی بہت سی آیات کریمہ میں نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز اطاعت رسول ﷺ کی برکات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی خلافت کرنے کا انعام بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کا ابتدائی حصہ دراصل اس فرمان الٰہی کی تفسیر ہے:

﴿وَمَا أَنْتُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا أَنْتُمْ عَنْهُ قَاتِلُوهُ﴾ ۱

”اور رسول تمہیں جو کچھ دیں لے لوا اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔“

حدیث مبارکہ میں اطاعت کو استطاعت سے مشرود کیا گیا ہے۔ جو شخص دین کے جتنے چھے پر عمل کر سکتا ہو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ مثلاً جو شخص غسل یا وضو کے لیے کچھ اعضاء کو دھونا سکتا ہو تو ہو لے۔ دیگر اعضاء کو پانی نہ ملنے یا بعض اعضاء میں مرض پائے جانے کی وجہ سے دھویا نہ جا سکتا ہو تو باقی اعضاء کے لیے تمیم کر لے۔ جو شخص کھرا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز ادا کر لے اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹ کر پڑھ لے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

٧٠ / الحشر:

### حسبِ استطاعت اطاعتِ رسول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَحْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَبِيُوهُ، وَمَا أَمْرَتُكُمْ بِهِ فَأَتُّوْمَنُهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةً مَسَائلَهُمْ وَآخِلَافُهُمْ عَلَى أَتْيَانِهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔ ۱

ابو ہریرہ عبدالرحمن بن صحر میں سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سن: میں تمہیں جس کام سے منع کروں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا حکم دوں اسے مقدور بھر جالا تو تم سے پہلے لوگوں کو ان کے کثرت سوالات اور اپنے انبیاء سے اختلاف نے ہلاک کر دالا۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

### حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمن بن صحر

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا راجح نام عبدالرحمن بن صحر ہے۔ زمانہ جانیت میں آپ کا نام عبدالشمس تھا۔ میں کے پنج کی دیکھ بھال کی وجہ سے ابو ہریرہ (میں کے پنج والا) کنیت سے مشہور ہوئے۔ دوس قبیلے سے ہونے کی وجہ سے دوی کہلاتے ہیں۔ دوس قبیلے کی ہدایت کے لیے نبی اکرم ﷺ نے دعا کی تو یہ قبلہ مسلمان ہو گیا۔ آپ کی والدہ کا نام میمونہ ہے۔ جس نے نبی اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے اسلام قبول کیا۔ دعا کی درخواست ابو ہریرہ ﷺ نے کی تھی۔ آپ چھ بھری میں مسلمان ہوئے۔ آپ علم سیکھنے کے بہت حریص تھے۔ اس صفت کی شہادت انہیں ناطق و حجی ﷺ کی زبان مبارک سے بھی مل گئی۔ انہیں کئی موقع پر نبی اکرم ﷺ کی دعا

۱ بخاری: ۷۲۸۸، مسلم: ۱۳۲۷

سے لگتا ہے کہ جیسا انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین نہیں تھا، وہ پوچھتے ہیں:  
 ﴿هُنَّ لَيْسُوا بِطَبِيعَ رَبِّكَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْنَا مَلَكَةً مِّنَ السَّمَاءِۚ﴾ ①

”آپ کارب آسمان سے ہم پر ماکدہ نازل کر سکتے ہے؟“

جن احکام پر عمل نہ کر سکے اس میں انہوں نے اپنے انبیاء ﷺ سے اختلاف کیا جوان کی  
ہلاکت کا باعث بنایا۔

خلاف پیغمبر کے رہ گزید  
کہ ہرگز بہ منزل خواہد رسید  
”جس نے پیغمبر کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا تو وہ منزل مقصود پر ہرگز نہیں  
پہنچ گا۔“

اسی طرح کفار و مشرکین نے بھی نبی کرم ﷺ سے طرح طرح کے مطالبات کیے، ایک  
اور مقام ملاحظہ کیجیے:

﴿وَقَالُوا كُنْ تُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا۝ أَوْ تَأْتُونَ  
لَكَ جَنَّةً مِّنْ تَخْيِيلٍ وَّعَنِيبٍ فَتَفْجُرَ الْأَنْهَرَ خَلَاهَا تَفْجِيرًا۝ أَوْ تُسْقِطَ  
السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كَسْفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلِكَةَ قَبِيلًا۝ أَوْ يَكُونُ  
لَكَ بَيْتٌ مِّنْ رُخْرُفٍ أَوْ تَرْتَقِي فِي السَّمَاءِ۝ وَكُنْ تُؤْمِنَ لِرُقْبَكَ حَتَّىٰ شُنَزٌّ  
عَلَيْنَا كِتْبًا نَقْرَفُهُ۝ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هُنْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا۝ إِسْمُو لَّا۝ ②﴾ ③

”اور انہوں نے کہا ہم ہرگز تجوہ پر ایمان نہ لائیں گے، یہاں تک کہ تو ہمارے لیے  
زمیں سے کوئی چشمہ جاری کرے۔ یا تیرے لیے کھوروں اور انگور کا ایک باغ ہو،  
پس تو اس کے درمیان نہیں جاری کرے، خوب جاری کرنا۔ یا آسمان کو لکھرے کر  
کے ہم پر گراؤے، جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا ہے، یا تو اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے  
آئے۔ یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر ہو، یا تو آسمان میں جنہ جائے اور ہم

① ۹۲-۹۰ / المائدۃ: ۱۱۲۔ ② بنی اسراء یہل: ۱۷ / ۱۷۰۔ ③ ۶۴ / التغابن: ۱۶۔

عقائد و احکام اور اخلاقیات  
 صَلَّ قَائِمًا فَإِنَّ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنَّ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى  
 جَنِّبَكَ۔ ④

ای طرح اگر کوئی فطرانہ پورا ادا نہ کر سکتا ہو تو بتنا ادا کرنے کی سخت رکھتا ہو وہ ضرور ادا  
کرے۔ البتہ بعض امور مثلاً روزے وغیرہ میں اس اصول کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بعض اعمال کو  
استطاعت سے مقيد کیا گیا ہے مثلاً حاصب استطاعت پر فرض ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 ﴿وَإِلَيْهِ عَلَى النَّاسِ حِجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ لِلَّهِ سَبِيلًا۝ ⑤﴾

”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اس کی طرف راستے کی  
ہلاکت کا باعث بنائے۔“

بلکہ اکثر امور کو استطاعت سے شرط قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 ﴿فَإِنَّهُ عَلَى اللَّهِ مَا أَسْتَطَعْتُمْ﴾ ⑥

”بقدر استطاعت اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔“ ⑦

## (۲) کثرت سوالات

اس حدیث مبارکہ میں کثرت سوالات اور پھر انہیاء ﷺ سے اختلاف کرنے کو پہلے لوگوں  
کی ہلاکت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ بنی اسرائل اپنے انبیاء سے عجیب و غریب اور لایعنی  
سوالات کرتے تھے۔ انہوں نے موئی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ من و سلوی کے  
زندول کے باوجود انہوں نے پیاز، بہن و غیرہ ملٹے کی درخواست کی۔ موئی ﷺ نے انہیں گائے ذبح  
کرنے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے گائے کی ہر رنگ وغیرہ سے متعلق سوالات شروع کر دیے جس کی  
وجہ سے انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

عیسیٰ ﷺ سے انہوں نے مالکہ (تیار کھانا) کا سوال کیا۔ ان کے سوال کرنے کے انداز

① بخاری: ۱۱۱۷۔ ② ۹۷ / ال عمرن: ۲/۳۔

③ ۶۴ / التغابن: ۱۶۔

④ نیز دیکھیے ارواء الغلیل: ۴۱۲، ابو داؤد: ۱۰۹۷، احمد: ۱۷۱۸۲۔

تیرے چڑھنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے، بیہاں تک کہ تو ہم پر کوئی کتاب اتار لائے ہے ہم پر چھیس۔ کہہ دیجی میر ارب پاک ہے، میں تو ایک بشر کے سوا کچھ نہیں اجر رسول ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زیادہ سوالات کرنے والے شخص غیر ضروری سوالات سے منع کر دیا

تما، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمْ شَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ بِمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلِ طَ﴾ ①

”یا تم اپنے رسول سے اسی طرح سوال کرنا چاہتے ہو جس طرح (تم سے پہلے)

موئی سے سوالات کیے گئے تھے؟“

زیادہ سوال کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ ②

اللہ تعالیٰ الہ ایمان سے فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُو عَنِ الْأَشْيَاءِ إِنْ شِدَّ لَكُمْ سُؤْكُمٌ ۖ وَ إِنْ تَسْأَلُو عَنْهَا حِينَ يُرَزَّلُ الْقُرْآنُ شِدَّ لَكُمْ طَعْفَالَهُ عَنْهَا ۖ وَ اللَّهُ عَفُورٌ ۖ حَلِيمٌ ۖ قُدُّسَالَهَا قَوْمٌ مَّنْ قَبَلَكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كُفَّارِينَ ۚ ۷﴾ ③

”ممنوا ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر (ان کی حقیقت) تم پر ظاہر کرو جائیں تو تم پر ظاہر بھی کرو جائیں گی (اب تو) اللہ نے ایام میں ایسی باتیں پوچھو گے تو تم پر ظاہر بھی کرو جائیں گی (اب تو) اللہ نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) پر درگز کیا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا برا بردار ہے۔ اس طرح کی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں (جب تاں گئیں تو ان سے مغفرہ ہو گئے)“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”مسلمانوں میں سے وہ شخص بہت برا مجرم ہے جس نے کسی حلال چیز کے بارے

۱/ البقرة: ۱۰۸۔ ۲/ بخاری: ۶۴۷۳؛ مسلم: ۱۷۱۵۔

۳/ المائدۃ: ۱۰۱۔ ۴/ البخاری: ۴۶۲۱؛ مسلم: ۲۳۰۹۔

میں سوال کیا تو اس کے دریافت کرنے کی وجہ سے اسے حرام قرار دے دیا گیا۔ (ازی احکام کی حرمت کا سبب بھی ازل میں لکھا ہوتا ہے الہ اسال مور والرام ہو گا۔)“

ایک دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تم پرچ فرض کیا گیا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے: ہرسال؟ اس پر آپ شدید غضبان ک ہوئے اور فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ ہرسال فرض ہو جاتا اور پھر تم اس پر عمل نہ کر سکتے۔“ ④

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

ذر رُنْيٍ مَا تَرَكْتُمْ ۤ ۶

”میں تمہیں جس امر میں جہاں چھوڑوں مجھو ہیں رہنے دو۔“

ایک شخص (عوییر بن شٹھ) نے نبی اکرم ﷺ سے لعان کے بارے میں سوالات کے تو آپ نے ان سوالات کو ناپسند کیا اور معیوب قرار دیا، سائل حکم لعان نازل ہونے سے پہلے ہی اپنی یوں کے سلسلے میں اس مسئلے میں گرفتار ہو گیا۔ ⑤

نبی اکرم ﷺ خطبدے رہے تھے کہ ایک آدمی نے پوچھا کہ میرا باب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فلاں (حدا فد) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَا تَسْأَلُو عَنْ أَشْيَاءِ...﴾ ۶

لوگوں کے لئے سید ہے سوالات کرنے سے نبی اکرم ﷺ غضبان ک ہو گئے اور فرمایا آج جو بھی تم پوچھو گے میں اس کی حقیقت کھول دوں گا۔ ⑥

کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بطور استہزا سوال کرتے، کوئی کہتا:

میرا باب کون ہے؟

۱/ مسلم: ۱۳۳۷۔ ۲/ ابن ماجہ: ۲۔

۳/ بخاری: ۴۷۴۵؛ مسلم: ۱۴۹۲۔

۴/ المائدۃ: ۱۰۱؛ بخاری: ۴۶۲۱؛ مسلم: ۲۳۰۹۔

۵/ بخاری: ۷۲۹۴؛ مسلم: ۲۳۹۵۔

ایک آدمی کی اونچی گم ہو گئی تو اس نے پوچھا: میری اونچی کہاں ہے؟

اس پر اشنسے یہ آیت نازل فرمائی: (يَا يَهُوا الَّذِينَ أَمْوَالًا تَسْعَلُونَ عَنْ أَشْيَاءٍ) ۱

عبدالله بن عمر رضی جسے ایک شخص نے حجر اسود کو بوسد دینے کے بارے میں پوچھا: آپ نے جواب میں بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسے بوسد دیتے تھے۔ اس آدمی نے کہا کہ اگر ہجوم ہو جائے اور میں ایمانہ کر سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: اس اگر گر کویں میں لے جاؤ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اسے بوسد دیتے تھے۔ ۲

مطلوب یہ تھا کہ ایمان ایسا کرنے کی کوشش کرو، تم نے پہلے ہی فرض سوالات کرنے شروع کر دیے ہیں۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہنچی تقریب اور دماغی عیاشی کی خاطر خواہ خواہ موہر اور پانگ، غیر ضروری اور غیر عملی سوالات کرتے رہتے ہیں، میاود رسول کو پریشان اور لا جواب کرنے کی غرض سے بلا ضرورت سوال پوچھتے ہیں حالانکہ یہ ناپسند فعل ہے۔ اس سے کچھ بھی اور کٹ جتی جنم لیتا ہے، عمل کی پہر ختم ہو جاتی ہے اور آدمی الدل احتمام (سخت بھگڑا لو) بن جاتا ہے۔ اس قسم کا طرز عمل وہ لوگ اختیار کرتے ہیں جو عمل نہیں کرنا چاہتے اور یہ چاہتے ہیں کہ جیسے بہانے سے چھوٹ مل جائے۔ بعض علماء نے فقط افتراضی کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔ آج کل ہمارے معاشرے میں بھی اس قسم کے سوالات کی بھرماری ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟ آدم علیہ السلام کا قد کتنا تھا؟ آدم علیہ السلام نے جس درخت سے پھل کھایا تھا، وہ کون سا تھا؟ اصحاب کہف کے کتنے کارنگ کیا تھا؟ حالانکہ یہ وہ باتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن ہرگز کوئی سوال نہیں ہو گا، وہاں تو عمل پوچھ جائیں گے اور حق و فراض کا سوال ہو گا۔ ۳

کسی دنیوی یا اخروی ضرورت جیسے کسی کو کوئی کام لکھانا، کسی ذمہ داری کے حوالے سے دریافت کرنا، طالب علم سے امتحان لینا اور سوالات کرنا جائز ہے۔

۱/۰ المائدۃ: ۱۰۱؛ بخاری: ۴۲۲۔ ۲/۰ بخاری: ۱۶۱۱۔

۳/۰ اربعین امام نووی ریاضیہ: ۲۸-۶۹۔

اگر پیش آمدہ شرعی ضرورت اور علم پر عمل کی خاطر سوال کیا جائے تو ایسا سوال نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ پسندیدہ ہے۔ ایسے سوالات کی نبی اکرم ﷺ ترغیب دلاتے اور تحسین فرماتے۔ مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شفاعتِ نبوی کی سعادت حاصل کرنے والے شخص سے متعلق نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ابو ہریرہ کی تعریف بھی کی اور جواب بھی بتایا، بلکہ بسا اوقات تعلیم کی غرض سے نبی اکرم ﷺ خود سوال اٹھاتے، جیسا کہ اتدری، اتدرون ما الغيبة، اخبر و نبی بشجرة و غيره الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں یَسْأَلُونَكَ اور یَسْتَفْتُونَكَ کے الفاظ سے ایسے سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ ۴

دین و شریعت کے احکام جانے کے لیے بقدر ضرورت سوال ضرور پوچھنے چاہئیں، ان کے بارے میں چھکچانا جائز نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(فَسْأَلُوا أَهْلَ الْبَيْنَ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ) ۵

”سوڈ کروالوں سے پوچھلو، اگر تم نہیں جانتے۔“

دنی مسائل میں رسوخ اور گہرائی پیدا کرنے کے لیے سوالات پوچھنا فرض کفایہ ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لَيُنَفِّرُوا كَافِرَةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فُرْقَةٍ قِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلَيُنَذِّرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَنْهُمْ يَخْذَلُونَ) ۶

”اور ممکن نہیں کہ مومن سب کے سب نکل جائیں، سوان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ لٹکے، تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈراکیں، جب ان کی طرف واپس جائیں، تاکہ وہ فتح جائیں۔“

فود اور اعراب کو سوالات پوچھنے کی عام اجازت تھی بعض اوقات صحابہ اس انتظار میں

۱/۰ شاریکیہ: البقرۃ: ۱۸۹، ۲۱۷، ۲۱۹، ۱۷۶، النساء: ۱۷۶۔

۲/۰ التحلیل: ۴۳۔ ۳/۰ التوبۃ: ۱۲۲۔

- ⑪ پہلے لوگوں کے بڑے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اور ان اعمال سے پہنچا ہے جن کی وجہ سے ان کی ہلاکت ہوئی۔
- ⑫ پہلے لوگ اپنے انبیاء کی مخالفت کرنے کی وجہ سے تباہ ہوئے۔
- ⑬ اسابیبِ زوال سے کنارہ کشی کرنی چاہیے۔
- ⑭ سابقہ شرائع کے (غیر منسوخ اور غیر مبدل) احکام و مسائل ہمارے لیے بھی جوت ہیں۔

### سچھیتی حجج

ربجے کر کوئی اعرابی آ کر نبی اکرم ﷺ سے سوالات دریافت کرے تا کہ ہمیں بھی علم ہو جائے۔ نبی ﷺ، اگرچہ اقامۃ صلوٰۃ بھی کہی جا سکی ہوتی، نماز روک کر ان کے سوالات کے جوابات دیتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی نے، جو دین کا عالم نہیں رکھتا تھا، دین کے بارے میں سوال کیا۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ چھوڑ کر کسی پر تشریف فرمایا ہوئے اور اسے دین سکھانے لگے، باقی خطبہ آپ ﷺ نے اس کے بعد مکمل کیا۔

واضح رہے کہ کثرۃ السوال کی ممانعت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں سے بھیک نہ مانگو، انتہائی ناگزیر صورت حال کے علاوہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگی جائے۔ اس سے مسئول کی ایذ ارسانی کے ساتھ ساتھ انسان کی عزت نفس بھی مجرور ہوتی ہے۔

### افکار الحدیث و فقه الحدیث

- ① کوئی بھی زمانہ ہونبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے اور آپ ﷺ کی نافرمانی سے باز رہنا چاہیے۔
- ② بعض اوقات اطاعت کرنے کی بجائے نافرمانی سے پہنچا زیادہ مشکل ہوتا ہے لہذا بہتر (ایک قول کے مطابق) مانہیتکم عنہ کوما امر تکم بہ سے اسی لیے مقدم رکھا گیا۔
- ③ حدیث قرآن کی تفسیر بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ آیت کی تعمیم، تخصیص اور تقید فرماتے تھے۔
- ④ حسب استطاعت نبی اکرم ﷺ کے حکم کی تعلیل کرنی چاہیے۔
- ⑤ انسان بقدر استطاعت ہی شرعی احکام کا پابند ہے لہذا شرعی حکم کی تعلیل میں پوری طاقت صرف کردینی چاہیے۔
- ⑥ رسول اللہ ﷺ کے (دین سے متعلق) حکم عمل کرنا چاہیے۔
- ⑦ مشقتِ حصلنے کے بعد (عموماً) آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ (ان مع العسر يسرا)
- ⑧ غیر ضروری، بے جا اور فرضی سوالات کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- ⑨ جائز سوالات کی کثرت بھی پنڈیدہ نہیں۔
- ⑩ دینی و شرعی ضرورت کے پیش نظر سوالات کے جاسکتے ہیں۔

## رُزقِ حلال کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبِلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَهُ وَنَهَا عَنِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ كُلُّوا... أَعْلَمُوا صَالِحًا)، وَقَالَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتَيْنَاكُمُ الْأَوْفَى مَا رَأَفَلْنَا)، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشَعَّتْ، أَغْبَرَ، يَمْدُدُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ؛ يَا رَبِّ ابْنَ أَبِي رَبِّ الْمَطْعَمِ حَرَامٌ، وَمُشَرِّبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُلْذِيٌّ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِلذِّلِّكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ابو ہریرہ رض سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ پاکت ہے، وہ پاک چیز ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو ہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا، اللہ نے فرمایا: ”رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو تم عمل کرتے ہو میں انہیں خوب جانے والا ہوں“<sup>۱</sup> اور اس نے (مومنوں سے) فرمایا: ”مومنو! ہم نے جو پاکیزہ چیزیں تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ“<sup>۲</sup> اس کے بعد آپ نے اس شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کرتا ہے۔ اس کے بال پر اگنہہ اور وہ غبار آلو ہو۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے (اور کہے) میرے رب! میرے رب! مگر اس کا کھانا حرام، پینا حرام، بلاس حرام اور نہایت بھی حرام دی گئی تو اس کی دعا کیسے قبول ہو؟ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

## صحابی المحدث

حضرت ابو ہریرہ رض کے تعارف کے لیے دیکھیے گز شتر حدیث۔

<sup>۱</sup> مسلم: ۱۰۱۵۔ <sup>۲</sup> البقرۃ: ۵۱۔ <sup>۳</sup> المؤمنون: ۲۲۔ <sup>۴</sup> البقرۃ: ۱۷۲۔

## شرح الحدیث

اس حدیث میں رزقِ حلال کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ اول تو انَّ اللَّهَ طَيِّبٌ فرمایا، پھر یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم رسولوں کو دیا وہی حکمِ الْايمان کو دیا۔ رسولوں سے كُلُّوا مِنْ طَيِّبَاتِ جب کہ ایمان سے كُلُّوا مِنْ طَيِّبَاتِ فرمایا۔ زیرِ مطالعہ حدیث میں یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ طیب (پاکیزہ) چیزوں کی قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی اعمال اور احوال قبول ہوتے ہیں جو پاکیزہ ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(إِلَيْهِ يَضْعُدُ الْكُلُمُ الطَّيِّبُ وَالْعَسْلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۖ) ۵۰

”تمام پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک اعمال کو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اغایا ہے۔“

کبِ حلال اور اکلِ حلال اسلامی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے جس کی قرآن و حدیث میں بتا کیا گئی ہے۔ ارشادِ العزت ہے:

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّوا مِنِ الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا حُطُوطَ الطَّيْبِ إِنَّ اللَّهَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ) ۵۱

”لوگوں از من کی حلال پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ! اور شیطان کے قدموں کی بیرونی مت کرو، بے شک و تمہارا حلاشم ہے۔“

حدیث مبارکہ میں اکلِ حلال کے ساتھ ساتھ عملِ صالح کا بھی حکم دیا گیا ہے جس سے مطمئن ہوتا ہے رزقِ حلال کی بنا پر نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ نیز ان اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اس کے بعد حرام مال سے کیا گیا صدقہ قبول نہیں ہوتا، ارشادِ نبوی ہے:

”بغیر طہارت (وضو) ادا کی گئی نماز اور غلوں (مالی خیانت) سے دیا گیا صدقہ اللہ

۲۰ / فاطر: ۱۰۔ <sup>۲</sup> البقرۃ: ۱۶۸۔

بول نہیں کرتا۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث میں ہے:

”جو فضیل حرام کائے اور پھر اس میں سے صدقہ کرے، اسے اس پر کوئی اجر نہیں  
ملے بلکہ اس کا دبال اس پر پڑے گا۔<sup>۲</sup>

ایسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَرِبَ الْحَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ يَوْمًا۔<sup>۳</sup>

جن فضیل نے ثراب نبی، اللہ اکرم کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کرے گا۔<sup>۴</sup>

رزق حرام کی شناخت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عاجزی و اکساری سے ہاتھ  
الٹھاکر کریاب یا رب کہہ کر دعا کرنے والے کی دعا اس لیے مسترد کر دی جاتی ہے کہ اس کی آمد نی  
حرام کی تھی۔ اس کا کھانا، پینا اور لباس حرام کا تھا اور حرام غذاء سے ہی اس کا جسم پروان چڑھاتا۔

آج ہماری دعائیں بے اثر کیوں ہیں؟ عبادات میں وہ اثرات کیوں نہیں ہیں اور ہماری  
دعوت و تلخی میں وہ پذیرائی اور اشاعت کیوں نہیں ہے جو بزرگیں اور صلحاء کی دعاؤں، عبادتوں،  
دعوت و تلخی اور گفتگو میں تھی، اس بات کو ہر شخص تمہوز سے غور و فکر اور تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ اس  
وقت ہمارے معاشرے میں ناجائز آمدنیوں، حرام کی کامیبوں، رشتقوں، سود، جوا (جیسے لادریاں،  
ریفلنگکٹ، انژورنس، پارائز بائٹ، لائف انژورنس) ٹکیں چوروں، غمیں و حرام کے کاروباروں،  
ناجائز تجارتیوں اور دھوکے کی آمدنیوں کی ہمارے ہی سود پورے معاشرے میں سرطان کی طرح

<sup>۱</sup> مسلم: ۲۲۴۔

<sup>۲</sup> ابن حبان (الاحسان) ح: ۲۲۵۶۔

<sup>۳</sup> ترمذی: ۱۸۶۲، نیز یہ کچھی صحیح الجامع: ۶۳۱۲۔

<sup>۴</sup> قول نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اشتغالی اس کے عمل پر خوش نہیں ہوتا اور نہ اسے احمد بن ہبہ نہیں اس کا فرض ساقط  
ہو جائے گا۔ واللہ عالم۔ تفصیل کے لیے یہ کچھی: جامع العلوم والحكم فی شرح خسین حديثا من  
جوامع الكلم للإمام ابن رجب حنبلي ص: ۱۳۲، ط: ۱، جمعية احياء التراث  
الإسلامي، الكوفة۔

### انکار الحدیث و نفقة الحدیث

① اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نفقات سے پاک ہے۔

② اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ اور حلال اشیاء قبول فرماتا ہے۔ (حرام مال کا صدقہ قبول نہیں ہوتا)

③ مرد و عورت اور آزاد و غلام تمام الہی ایمان کو اللہ تعالیٰ نے رزق حلال کھانے کا حکم دیا۔

④ حدیث قرآن کی تفسیر بھی ہے۔

⑤ رسولوں کو اپنے اپنے زمانے میں رزق حلال کھانے کا حکم دیا گیا کیونکہ ان کے ادوار  
مختلف تھے۔

⑥ الہی ایمان کو چاہیے کہ وہ انبیاء و رسول ﷺ میںے اعمال اپنائیں۔ (پہلے انبیاء ﷺ کی  
حلال کردہ طیب چیزوں ہمارے لیے بھی حلال ہیں۔)

⑦ اعمال رزقی حلال کے ساتھ قبول ہوتے ہیں۔

⑧ نیک اعمال کرنے میں حلال روزی کو بڑا خال ہے۔

⑨ حرام خوری سے عمل میں بکاڑ پیدا ہوتا ہے جس سے عمل درجہ قبولیت پر نہیں پہنچتا۔

⑩ حلال و حرام مakoلات و مشربات اور ملبوسات بھی دین کا ایک حصہ ہے۔ ان میں بھی  
اسلامی احکام و آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

⑪ پاکیزہ چیزوں کو کھانا مبارح ہے۔

⑫ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیتا درست نہیں۔<sup>۱</sup>

⑬ اننان اگر رزقی حلال اس نیت سے کھائے کہ اس میں اطاعت کرنے کی قوت اور بہت

۱ ارجمند امام قزوینی روحیہ: ۳۷۔

۲ یہ حاضر دوست کا ایک سبب بدعا کی عدم قبولیت کے دیگر اسباب بھی ہیں۔

۳ /۵ المائدة: ۸۷۔

گھر کر گیا ہے اور رُگ و ریشے میں پیوستہ ہو گیا ہے۔<sup>۱</sup>

اس صورت حال میں دعاوں میں تاثیر کیسے پیدا ہو؟<sup>۲</sup>

- پیدا ہوگی تو اس کھانے پر اے اجر ملے گا۔<sup>①</sup>
- <sup>⑭</sup> شرعی مقاصد کے لیے کیے جانے والے سفر میں دعا قبول ہوتی ہے۔
- <sup>⑮</sup> اللہ کی راہ، سفر حج، جہاد یا صلح رحمی وغیرہ کی غرض سے سفر کرنے والے کے جسم پر گرد و غبار پر جائے یا بال پر اگنڈہ ہو جائیں تو اس پر اے اجر ملتا ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔
- <sup>⑯</sup> اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنی اور صفات کے ویلے سے دعا مانگنا درست ہے۔
- <sup>⑰</sup> دعا کرتے وقت اسمائے حسنی کو تکرار کے ساتھ زبان پر لانا چاہیے۔
- <sup>⑱</sup> یارِت، رَبُّ اور ربَّنَا وغیرہ کلمات سے دعا کرنا پسندیدہ ہے (اکثر قرآنی دعائیں انہی الفاظ سے شروع ہوتی ہیں۔)
- <sup>⑲</sup> ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا افضل ہے۔
- <sup>⑳</sup> کسی شرعی حکم کے تمام آداب کا ایک ہی حدیث میں بیان ہونا ضروری نہیں۔ ترک ذکر عدم شے کو مستلزم نہیں (مثلاً دعا میں اگر اللہ تعالیٰ کی حمد و شنبیان نہ کی جائے اور نہ بنی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جائے تو وہ قبول نہیں ہوتی۔ جو امر بالمعروف اور نہیں عن الممنکر نہیں کرتا اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔)

## مسائل

① دیکھیے ابو داؤد: ۱۵۳۶

يُصِبُّهَا وَإِلٌ فَطَلٌ طَ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ①

”اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے دلوں کو ثابت رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں، اس باغ کی مثال جیسی ہے جو کسی اوپنی جگہ پر ہو، جس پر ایک زوردار بارش بر سے تو وہ اپنا پھل دو گناہے، پس اگر اس پر زور کی بارش نہ بر سے تو کچھ شبنم۔ اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے۔“

البته اگر نیت صحیح ہو تو با اوقات آدمی کو ایسے اعمال کا اجر بھی مل جاتا ہے جو اس نے سرانجام نہیں دیے ہوتے۔ ②

واضح رہے نیت ارادے کا نام ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نیت کے کوئی بھی الفاظ منقول نہیں ہیں۔

البته یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ جب اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے تو اگر برے کام نیک نیت سے کئے جائیں تو بھی اجر مل جاتا ہے! عمل اگر غلط ہو تو اس میں حسن نیت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی نیت کے ساتھ ساتھ ان کا عمل بھی دیکھتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

”اللہ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔“ ③

بعض لوگ داڑھی رکھنے، پردہ کرنے اور لباس وغیرہ کے بہت سے اسلامی آداب کی حسن نیت کے بہانے پابندی نہیں کرتے۔

① البقرة: ۲۶۵.

② دیکھیے: بخاری: ۲۸۳۹، ۶۴۹۱، مسلم: ۱۳۱، ۱۹۱۱، نسائی: ۱۷۸۸.

③ مسلم: ۲۵۶۴.

انکار الحدیث و فقه الحدیث

انکار الحدیث میں عمل کی اساس نیت ہے۔

شریعت اسلامیہ میں عمل نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرماتا ہے۔

جب نیت درست ہو اور عمل نیک ہو تو مخصوص نیت کے صحیح ہونے سے عمل قبول نہیں ہوتا۔

عمل اگر درست نہ ہو تو مخصوص نیت کے صحیح ہونے سے عمل قبول نہیں ہوتا۔

اگر مسلم کی نیت صحیح ہو تو دنیوی امور میں بھی اسے اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔

اگر اس کے رسول ﷺ کو مانے والوں یعنی مومنوں کے اعمال بارگاہ الہی میں قبول  
اللہ اور اس کے بشر طیکہ ریا کاری نہ کریں۔

اگر کسی مسلم نے نیک کام کرنے کا ارادہ کیا مگر اسے نہ کر سکا تو نیت کے مطابق اسے اجر دیا  
جائے گا۔

اگر اللہ تعالیٰ کے لیے نیت خالص ہے تو یہ دنیا و آخرت میں کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہے۔

ایک ہی عمل کا نتیجہ نیت میں فرق کی بنابر مختلف ہو جاتا ہے۔

عادت اور عبادت میں فرق کرنے والی چیز نیت ہے۔

دنیوی احکام ظاہر کے مطابق لاگو ہوتے ہیں۔

بعض امور کا تذکرہ ”من باب الخاص بعد العام“ کے اصول کے تحت کیا جاتا  
ہے، جیسا کہ اس حدیث میں دنیا (جس میں عورتیں بھی شامل ہیں) کا تذکرہ کرنے کے

بعد عورت کا تذکرہ کیا گیا ہے، کیونکہ صنف نازک کا فتنہ شدید ہوتا ہے اس لیے اس کے

فتنے سے ڈرانا مقصود ہے۔

صحابہ کرام ﷺ جس انداز سے حدیث لیتے اس کی صراحت بھی کرتے جیسا کہ لفظ  
سمعت (میں نے سنا) سے ظاہر ہوتا ہے۔

⑧ محمات کی طرف لے جانے والے اساب وسائل کو اختیار کرنا بھی منوع ہے۔

⑨ اصلاح قلب پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

⑩ دل کی اصلاح، اصلاح جسم پر مقدم ہے۔

⑪ عقل کا مقام دل ہے۔ (قرآن میں ہے: ﴿فَتَكُونُ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا﴾) ۱۱  
”ان کے لیے ایسے دل ہوں جن کے ساتھ وہ سمجھیں۔“

⑫ حرام خوری دل کو سیاہ کر دیتی ہے اور اعضاء کو بگاڑ دیتی ہے۔

⑬ جسم کی بہتری حلال غذاء پر موقوف ہے کیونکہ دل کی پاکیزگی حلال غذاء سے حاصل ہوتی ہے۔

⑭ قلب سلیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے والا شخص کامیابی سے ہمکنار ہو گا۔

⑮ احکام دین و شریعت پر عمل کرتے وقت احتیاط کا پہلو مدنظر رکھنا چاہیے۔

⑯ حسن نیت کے بہانے اعمال صالحہ کا ترک کرنا جائز نہیں۔

⑰ بعض علماء نے اس حدیث سے جرح و تعدیل کا اصول بھی مستنبط کیا ہے۔

⑱ ارتکاب محمات کے انجام سے لوگوں کو باخبر کرنا چاہیے۔

سید جعفر علی